واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہندوستان بھر کے کروڑہا

اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان، قرآن و حدیث، فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین

مخزن، مسلمانوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے والا ماہوار رسالہ موسوم

جماعت

(امرتسر)

جون

1924

بہ سرپرستی

جامع درجات ولایت وارث کمالات نبوت دافع بدعت و ضلالت عامل کتاب و سنت علمبردار شریعت و

طریقت مجدد وقت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ

سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ حنفی نقشبندی مجددی علیپوری لازالت شموس فیضانہ بازغۃ

مرتبہ

عزیز مخدومی امرتسری

سالانہ چندہ صرف تین روپے ۳

باہتمام مولوی محمد عبد اللہ صاحب منیجر

ہنر زادہ محمد عبد العزیز مخدومی پبلشر

پریس امرتسر میں طبع ہو کر

اوقات گرامی

اعلیحضرت عظیم البرکت علمبر دار شریعت و طریقت مجدد وقت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین مولانا حافظ حاجی پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری دامت برکاتہم و فیوضہم حضرت پیر دستوار صاحب مرحوم و مغفور کے ختم چہلم سے فارغ ہو کر انسداد فتنہ ارتداد کیلئے غالبًا جولائی ۱۹۲۴ء تک عازم گلزمین کشمیر ہونیوالے ہیں۔ یاران طریقت مطلع رہیں۔

عالیجناب طریقت مآب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید نور حسین شاہ صاحب سلمہ ربہ کے ایما سے مندرجہ ذیل اصحاب نے "جماعت" کا اشتراک نہ صرف منظور کیا بلکہ چندہ سالانہ بھی ادا کر دیا امید ہے کہ اگر جناب صاحبزادہ صاحب کی توجہ عالی اسی طرح "جماعت" کے حال پر مبذول رہی تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی تعداد اشاعت ایکہزار تک پہنچ جائے۔ ہمیں دیگر شہزادگان والاتبار و بزرگان ملت اور یاران طریقت سے بھی ایسی ہی عنایت فرمائیوں کی توقعات ہیں۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

(۱) جناب چودہری نادر علی صاحب لائل پور (۲) ایم اللہ بخش صاحب جنجوعہ گوجرانوالہ (۳) خواجہ غلام یٰسین صاحب امرتسر (۴) میر عبد الرشید صاحب لاہور (۵) نواب محمد صدیق صاحب حیدر آباد دکن (۶) مولوی بدر الاسلام صاحب قصور (۷) میر عباد اللہ صاحب سشن جج جہلم (۸) مولوی محمد شریف صاحب بی۔اے وکیل فیروزپور (۹) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب شملہ (۱۰) میاں محمد سلطان صاحب جموں (۱۱) ڈاکٹر شیخ اللہ دتا صاحب گجرات (۱۲) مولوی حافظ علی احمد جان صاحب پشاور (۱۳) مرزا محمد رفیق صاحب پشاور (۱۴) بابو عبد الرحمٰن صاحب کوئٹہ (۱۵) ماسٹر محمد سلیمان صاحب چانگ (۱۶) منشی محمد الدین صاحب چیچو کی ملیاں (۱۷) ماسٹر سلطان محمد صاحب پشاور (۱۸) میاں نور محمد و غلام محمد صاحبان گورداسپور (۱۹) بابو کرم الٰہی صاحب پشاور (۲۰) حاجی پیر بخش صاحب حیدر آباد سندھ (۲۱) شیخ عمر بخش صاحب وکیل لاہور (۲۲) مولوی محمد اشرف صاحب لائلپور (۲۳) مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل لاہور (۲۴) منشی محمد عارف صاحب پشاور (۲۵) مستری حیات محمد صاحب پشاور (۲۶) سید الطاف حسین شاہ صاحب رئیس لائل پور (۲۷) منشی مرید احمد صاحب میانوالی (۲۸) منشی عبد العزیز صاحب پسرور (۲۹) شیخ قلندر علی صاحب

جلد ۱ بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق جون ۱۹۲۴ء عیسوی نمبر ۲

فہرست مضامین

کلام الملوک ملوک الکلام

حضور خسرو معظم شہریار دکن کا تازہ نعتیہ کلام

قصیدہ

اے آنکہ لطف عامت لا حد لا حسابا — جز آستانِ پاکت لبس لنا مآبا
ما تشنہ کام و مضطر نامت قسیم کوثر — اے در کفِ تو ساغر اشرب لنا شرابا
اے در کرم چو دریا اے در نوال یکتا — برگشت زارِ دلہا امطر لنا سحابا
شاہِ عرب تو ہستی عالی نسب تو ہستی — امی لقب تو ہستی ذو الفضل والخطابا
ہستیم از گناہاں خجلت زدہ چو عثماں — در بابِ عفو عصیاں اکتب لنا کتابا

دیگر

دردِ دل را اگر دوائی یا حبیب — چوں درونِ دل نہ آئی یا حبیب
از ہزاراں سجدہ برتر دیدہ ام — بر درِ تو جبہ سائی یا حبیب
وقتِ مردن جاں بہ آسانی دہم — روئے خود را گر نمائی یا حبیب
باعثِ آہ و فغانِ من شدہ — بیکسی و نارسائی یا حبیب
چوں تو شافع داد عثماں را بحشر — ہست ایں شانِ خدائی یا حبیب

دیگر

تا بکے دور از تو باشم۔ کن قریب — یا حبیبم یا حبیبم یا حبیب
تو شہنشاہِ عرب ہستی و من — بس غریبم بس غریبم بس غریب
عرضِ من بہرِ زیارت کن قبول — یا مجیبم یا مجیبم یا مجیب
دردِ ہجراں را بفرما چارہ — اے طبیبم اے طبیبم اے طبیب

خاکبوسِ طیبہ اے عثماں شدم
خوش نصیبم خوش نصیبم خوش نصیب

اعلیحضرت کے ارشادات عالیہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

کون نہیں جانتا کہ جب سے آریہ قوم کے جذبۂ انتقام نے اُن کی پولیٹکل برتری کے خیال کے دوش بدوش ہو کر فتنۂ ارتداد پیدا کر رکھا ہے' اعلیحضرت قبلۂ عالم قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین مولانا وسیدنا حاجی حافظ سید پیر جماعت علیشاہ صاحب دامت برکاتہم کو انتہائی تشویش اور تفکر لاحق رہا ہے۔ آپنے اس فتنہ کے انسداد کیلئے بیحد جانفشانی اور سرگرم کوشش سے کام لیا ہے' چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء کو بمقام علی پور شریف انجمن خدام الصوفیہ کے جلسے میں آپنے فتنۂ ارتداد و حالات حاضرہ کے متعلق ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں فرمایا کہ "جن اصحاب نے علاقہ ارتداد میں سرفروشیوں اور جانفشانیوں سے کوشش کی ہے' اُن کا اجر جزیل تو دنیا و عقبیٰ میں خدائے قدوس (تعالےٰ شانہٗ) کے درگاہ سے یقیناً ملیگا' لیکن فقیر اُن کی حوصلا فزائی کیلئے بطور خوشنودی کے تمغہ جات پیش کرتا ہے' اور درگاہ رب العزت (جل سلطانہٗ) میں اُن کی سعادت دارین کیلئے دعا کرتا ہے' کیونکہ ع

اُگدا جز دعا نیاید ہیچ

ایک مشہور مقولہ ہے۔ امید ہے کہ آئندہ بھی اراکین انجمن ہذا بیش از بیش سرگرمی اور تندہی سے اپنے فرائض انجام دینے میں سبقت لیجائینگے۔ اور اس جہاد اکبر میں جو قدم بڑھایا ہے اُسکو تا دم واپسیں پیچھے نہیں ہٹائینگے تبلیغ و اشاعت جو قرون اولیٰ سے ابتک صوفیہ کرام کا طرۂ امتیاز رہا ہے اس فرض اہم کی ادائیگی میں اپنی جانیں لڑا دینگے۔ ہم اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کرتے ہیں' اسی کے خزانہ غیب سے سال رواں میں ہمارے ایک سو سے زائد اراکین کی کفالت ہوتی رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ یہ کام اسی طرح جاری رہیگا۔ ہم نے پبلک سے نہ کبھی چندہ کا اپیل کیا نہ آئندہ ہم کبھی کسی کے سامنے چندہ کیلئے دست سوال دراز کرینگے۔ ع

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

ہم نے جو کام جاری کیا ہے اُسکو انشاء اللہ تعالےٰ ہمیشہ جاری رکھیں گے ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید ٭ یا تن رسد بجانا یا جاں زتن برآید

اعلیحضرت کی تقریر اول سے آخر تک اولوالعزمی، استقلال اور ثبات کی آئینہ دار ہے۔ آپ نے بجا طور پر اس امر کی شکایت فرمائی ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے چند ایسے باہمت افراد اور آپ کے یاران طریقت کے سوا کسی نے اس اہم ترین اسلامی کام کے لئے ایک کھوٹا پیسہ بھی نہیں دیا۔ حضور اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ تمام قومی کاموں میں سب سے پہلے آپکا اسم گرامی پیش کیا جاتا ہے، لیکن جب آپ توکلاً علے اللہ کام شروع کر دیتے ہیں تو تمام مسلمان ہاتھ بٹانے سے گریز اور پہلو تہی کرتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ کہ لوگوں کی بے توجہی آپ کے لئے حوصلہ شکن نہیں ہو سکی بلکہ آپ جس طرح تمام قومی کاموں میں سعی بلیغ فرماتے رہے ہیں اسی طرح انسداد ارتداد میں بھی آپ نے پوری سرگرمی اور انہماک سے کام لیا ہے، لیکن جہاں آپنے خدمت دین کے کار خیر میں اپنی جان و مال وقف کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا وہاں قوم نے بھی بے اتفاقی اور بے توجہی میں کوئی کسر نہیں رکھی۔

اعلیحضرت قبلہ عالم نے اس تقریر میں جو کچھ فرمایا اس پر تمام مسلمانوں کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً عمل پیرا ہو کر اپنی دینی حمیت کا ثبوت دینا چاہئے۔ آپ کی انتہائی خوشنودی اسی میں ہے فی زمانہ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یعنے انسداد فتنۂ ارتداد کی طرف عملی توجہ کیجائے اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے مالی امداد سے حصہ لیا جائے۔ اسکے متعلق تمام رقوم حضرت صاحبزادۂ بلند قدر مولانا مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علیپور سیداں ضلع سیالکوٹ کے نام ارسال کرنی چاہئیں اعلیحضرت قبلہ عالم و عالمیان کو آجکل فتنہ ارتداد کے انسداد کی طرف سب سے زیادہ توجہ ہے اور اسی کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں علاقہ ارتداد میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔

جن اصحاب کو سرکار علیپور سے اس اہم ترین اسلامی خدمت کے صلے میں تمغہ جات عطا ہوئے ہیں اُن اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) روزانہ اخبار زمیندار لاہور کو اس کی خدمات جلیلہ کی قدر افزائی میں مبلغ ۵۰۰ روپے اور ایک تمغہ۔ (۲) روزانہ اخبار وکیل امرتسر تمغہ۔ (۳) اخبار رہبر دکن حیدر آباد دکن تمغہ۔ (۴) مولانا غلام احمد صاحب اخگر امرتسری تمغہ (۵) مولانا امام الدین صاحب رائےپوری تمغہ (۶) امرتسر تمغہ (۷) منشی حفیظ الدین صاحب رنگی ناظم وفود تمغہ (۸) مولوی عبد المجید خانصاحب جیہری انسپکٹر مدارس تمغہ (۹) ڈاکٹر شیخ اللہ دتا صاحب کنجاہی

انچارج شفاخانہ تمغہ (۱۰) منشی نصیب خان صاحب ساکن کاتھی ضلع رہتک تمغہ (۱۱) رسالدار محمد یٰسین خان صاحب کاہنوی رہتکی تمغہ (۱۲) منشی غلام محمد صاحب رہتکی تمغہ (۱۳) حافظ صالح محمد صاحب کلانوری تمغہ (۱۴) منشی عاشق علیخان خانصاحب ناطق کلانوری تمغہ (۱۵) رسالدار شیر محمد خانصاحب لگانوی تمغہ (۱۶) میاں فیض محمد خان صاحب کلانوری تمغہ (۱۷) جمعدار قاسم علی خان صاحب لگانوی تمغہ۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس زمانے کے قطب الاقطاب کی بارگاہ سے خوشنودی مزاج کی سندات (تمغے) حاصل ہوئی ہیں ہم ان فرخندہ بخت اصحاب کی خدمت میں اس عزت افزائی کے لئے ھدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ (مدیر)

ترا آستاں ہے وہ آستاں کہ حریفِ بیتِ حرام ہے — تری بارگہ ہے وہ بارگہ کہ جو قبلہ گاہِ انام ہے

تجھے وہ مقام عطا ہوا کہ جو معرفت کا ہی منتہا — تیرے صحن کا ہے وہ مرتبہ کہ فرازِ چرخ کا بام ہے

تو ہے واصلین کا مقتدا تو ہے عارفین کا پیشوا — تو ہے کاملین کا رہنما تو امیدگاہِ کرام ہے

ہے محیطِ فیض ترا رواں کہ زلال نوش ہوا اک جہاں — تیرے مدح سنج ہیں خاصگاں ترا وصف وردِ عوام ہے

تری بزم کا یہ طور ہے کہ شراب ذکر کا دور ہے — یہ سرور و کیف ہی اور ہے کہ صلائے خیر تمام ہے

جو تری رضا کا رہیں نہیں وہ جہاں میں اہل یقیں نہیں — کبھی غم سے چین کہیں نہیں ترا جس پہ لطفِ دوام ہے

من امیرِ کشورِ عظمتم کہ گدائے شاہِ جماعتم — کوئی میری مدح کرے کہ ذم مجھے اپنے کام سے کام ہے

یہ عجب جنوں کی ترنگ ہے کہ خرد سے برسرِ جنگ ہے — نہ مجھے تخیلِ ننگ ہے نہ مجھے تفکرِ نام ہے

ہے عزیز کس کی طلب تجھے کہ سکوں ہے روز نہ شب تجھے
یہ لگن لگی ہے عجب تجھے کہ قرار ہے نہ قیام ہے

(مدیر)

جن یاران طریقت نے ابتک سالانہ چندہ نہیں بھیجا وہ اس رسالہ کے پہنچنے پر ۳ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ورنہ اعلحضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کے حکم سے رسالہ جماعت وی پی بھیجکر چندہ وصول کیا جائیگا۔ (مینیجر)

عاشقِ صادق کا یوم وصال

تمام یارانِ طریقت کو معلوم ہے کہ اس دفعہ انجمن خدام الصوفیہ کا اکیسواں سالانہ اجلاس ۵ و ۶ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۰ و ۱۱ مئی ۱۹۲۴ء کو بمقام علی پور سیداں انعقاد پذیر ہوا، عین اُس روز جبکہ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کا دن تھا قدوۃ السالکین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیپوری ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم کی صدارت میں اجلاس منعقد تھا حضرت قبلہ ممدوح کے برادرِ حقیقی حضرت حاجی سید پیر صادق علی شاہ صاحب نے قریباً پچاس برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

اِذَا قُلْتَنِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّطَاعَۃً + وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَھْلًا وَّمَرْحَبًا

ترجمہ۔ جب تو کہیگا مجھے مر مرونگا میں بسروچشم ۔ اور میں موت کی دعوت دینے والا کا خوشی سے استقبال کرونگا

حضرت مغفور لہ اپنے مکارم اخلاق و محاسن صفات کی وجہ سے آسمان عظمت کے درخشندہ آفتاب تھے، طبیعت میں بے انتہا تواضع انکسار اور عجز تھا، جسے آپ کے فیوض صحبت سے مستفیض ہونے کا ایک آدھ مرتبہ بھی شرف حاصل ہوتا تھا وہ آپ کے اخلاق حمیدہ کا دل و جان سے مداح ہو جاتا تھا، آپ ایک عالم باعمل اور حقیقت آگاہ بزرگ تھے، آپ کے باطنی فیوض سے دربار شریف کی زیارت کے لئے آنے جانے والے بہرہ اندوز ہوتے رہتے تھے بلکہ جن لوگوں کو علیپور شریف کی راہ گزرنے کا اتفاق ہوتا تھا وہ اُن کی کریمانہ تواضع اور بزرگانہ شفقت کی مدحت سرائی سے رطب اللسان ہو کر آپ کے شمائم اخلاق کو دور دراز مقامات تک لے جایا کرتے تھے لنگر کا تمام انتظام اور جملہ نظم و نسق و دیگر امور مہمہ آپ ہی کے دستِ ہمت سے انجام پذیر ہوا کرتے تھے

آپ کی اعلیٰ روحانی قوت کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جب دو یوم کی قلیل ترین علالت کے بعد ۸ شوال المکرم کو ہفتہ کے دن آپ کی روح مبارک نے اس تیرہ خاکدان سے عالم باقی کی جانب صعود فرمایا تو نہ صرف پنجاب و ہندوستان بلکہ عرب تک سے ہر طبقے کے لوگ علی پور سیداں میں آئے ہوئے تھے چنانچہ آپکا جنازہ مطہرہ بڑے بڑے بانس باندھکر اُٹھایا گیا مخلوق کا اس قدر اژدہام تھا کہ کھوے سے کھوا چھل رہا تھا، نماز جنازہ بعد مغرب ادا کی گئی

تعداد نفوس پندرہ بیس ہزار کے قریب تھی؛ اس معرفت وحقیقت کے خزانے کو تقریباً گیارہ بجے رات کے سپرد خاک کیا گیا؛ تدفین کے بعد حضرت قبلہ عالم مدظلہ العالی کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور گویا آپ کی لسان حال مصرعہ تحت الفاظ فرما رہی تھی ؎

اے خاک تیرہ خاطر مہماں نگہدار — ایں نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ

حضرات صاحبزادگان والا تبار نے اس صدمہ جانکاہ کو نہایت شدت کے ساتھ محسوس کیا لیکن باایں ہمہ صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ حضرت مغفور نے دو یادگاریں چھوڑی ہیں۔ حضرت سید اولاد حسین صاحب اور حضرت حافظ سید آل حسین صاحب جو خصائل و فضائل کے اعتبار سے اپنے بلند مرتبہ باپ کے نقش ثانی ہیں؛

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۲۴ء کو حضرت حاجی سید پیر صادق علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ختم چہلم ہوا، اطراف وجوانب ملک سے صوفیائے کرام وعلمائے عظام اور حفاظ صاحبان اس تقریب پر بہت بڑی تعداد میں آکر شامل ہوئے تھے؛ کلام مجید کثیر تعداد میں ختم کئے گئے اور تمام حاضرین نے ایصال ثواب سے سعادت دارین حاصل کی۔

قدوس حق نواز کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کو غرفات میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے تمام متعلقین ومتوسلین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین؛ مدیر

قطعات تاریخ وصال

عالیجناب حضرت حاجی پیر سید صادق علی شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ

(۱)

از جناب حکیم الشعرا مولوی فیروز الدین احمد صاحب طغرائی چیف ایڈیٹر روزانہ وکیل امرتسر

رخت از جہاں چو سید صادق علی ببست — شور خروش غم ز سمک تا سما رسید
بود آنچناں عزیز خلائق ز حسن خلق — کز ماتمش بگوش ز ہر سو بکا رسید
از زہد رو بتافت ازیں دار بے ثبات — وز قرب تا بہ بزم گہ کبریا رسید
طغرائیا چو سال وصالش بخواستم
؎ ممتاز دین پناہ گزشتہ؛ ندا رسید

۱۳۴۲ھ

؎ اس مجلس میں ہندوستان کے جلیل القدر عالم حضرت مولانا حافظ احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مولانا مولوی عبدالاحد صاحب ملقب بہ سلطان الواعظین صدر مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت نے پُرتاثیر تقریر ایصال ثواب پر فرمائی جو عام طور پر خاص توجہ سے سنی گئی ہے اور مولانا مولوی امام الدین صاحب رائے پوری نے پُراثر وعظ فرمایا۔

(۲)

ازجناب میر کرامت اللہ صاحب رئیس و آنریری سکرٹری انجمن رفیق اسلام امرتسر

بنوک خامہ حوالت نے توان کردن	ازانکہ شد بہ علی پور واقعہ ناگاہ
بگرد پیر جماعت علی بہ ختم شریف	جہانیاں ہمہ بنشستہ مثلِ انجم و ماہ
ندا رسید کراستر جعون مے خوانید	کہیں برادرِ حضرت بخلد جستہ راہ
برفتہ صادق علی ناگہاں زدہرِ خراب	شکستہ قوتِ بازوئے شاہ عالیجاہ
یکے ہمیں ببش کل من علیہا فان	دگر ہمیں بزبان لا الہ الا اللہ
جناب شاہ بصبرِ جمیل شد شاکر	ہمے بگفت مخوانید آہ و واویلاہ
ازیں سوانحۂ جانگزا نوشتہ میر	دہم زماہ دہم بود و کردہ رحلت شاہ

۱۳۴۲ھ

(۳)

ازجناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب شمس مینائی سابق اڈیٹر اخبار المعین امرت سر

پیر صادق علی علی پوری	منبع فیض چشمۂ رحمت
رہنمائے جماعتِ اسلام	عارفِ دین و کاملِ ملت
قاطع شرک و قاسرِ طغیاں	دافعِ کفر و ماحی بدعت
رخت بربست از جہانِ فنا	یافت در خلد امن و عافیت
فکر تاریخ کرد مینائی	ہاتفے گفت۔ رفتہ در جنت

۱۳۴۲ھ

(۴)

ازجناب مولوی ابو الفضل محمد الدین صاحب غریب قادری چشتی اڈیٹر کشاف امرتسر

چو صادق علی شاہ عالی صفات	ز دنیائے دوں شد بباغِ جناں
غریب از پئے سالِ رحلت نوشت	بخلدِ بریں شد امامِ جہاں

۱۳۴۲ھ

(۵)

ازجناب منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور

نیک دل صادق علی والا صفات	ہو گئے دنیا سے رخصت برملا
عاشقِ نامِ رسولِ پاک تھے	ان کا تھا مشہورِ عالم اتقا
وہ علی پور میں تھے اک فرد فرید	جانتا ہے خوب ہر چھوٹا بڑا

میہمانوں کے تھے وہ مہماں نواز	بے کسوں کے واسطے بحرِ سخا
چشمۂ فیضان و نیسانِ کرم	تھا عجب نامِ خدا مردِ خدا
ذوق نے تاریخِ رحلت کی رقم	داخل جنت ہوا کانِ صفا ۱۳۴۲ھ

(۶)

از خاکسار مدیر رسالہ ہذا

واصل بحق جو سید صادق علی ہوئے	حسنِ عمل سے اُن کو ملی منزلِ بہشت
جاتے نہ کیوں وہ گلشنِ فردوس میں کہ تھی	اوّل ہی سے خمیر میں آب و گلِ بہشت
ماتم میں وقفِ نالہ و شیون ہیں اہلِ دل	جنت میں لیگیا جو اُنہیں حاملِ بہشت
جب فکر کی عزیز نے سالِ وصال کی	ہاتف نے غیب سے یہ کہا "داخلِ بہشت" ۱۳۴۲ھ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت

پیر سید بادشاہ صاحب کا انتقال

یہ خبر وحشت اثر حلقہ مشائخ و صوفیائے کرام میں خصوصیت کے ساتھ دلی رنج اور قلق سے پڑھی جائے گی۔ کہ خاندان عالیہ نقشبندیہ کے چشم و چراغ اعلیحضرت پیر سید بادشاہ صاحب المشہور بہ حضرت پیر ستوار شاہ صاحب ایک دو یوم کی علالت کے بعد بروز اتوار مورخہ یکم جون ۱۹۲۳ء بمقام چورہ شریف جو کہ جناب کا مولد اور مسکن تھا عالم شباب میں ہم کم نصیبوں کو داغ مفارقت دے کر عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے[1]۔ اِنّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون۔ چورہ شریف کے دربار عالی مقام سے جو وابستگی ہمارے حضور پر نور جناب حضرت حافظ شاہ صاحب قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم و فیوضہم کو ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ابھی کل ہی وہ حادثہ جانکاہ علی پور شریف میں واقع ہوتا ہے کہ جس کے اعادے سے بدن لرزتا اور روح کانپتی ہے۔ آج اس سراپا درد واقعہ کے چورہ شریف میں وقوع پذیر ہونے کی اطلاع آئی ہے جب کہ یہ واقعہ ہائلہ حضور کے گوش گذار ہوا ہو گا۔ خدا معلوم ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم مدظلہ العالی کی طبع عالی پر کیا کچھ گزری ہوگی۔ مرحوم صاحب جذب اور نہائت ہی برگزیدہ بزرگ اور منبع کمالات و فیوض و برکات تھے جن صاحب نصیب نفوس کو زیارت کا شرف حاصل

[1] افسوس کہ ۹ جون کو چورہ شریف میں حضرت پیر ستوار شاہ مرحوم و مغفور کی اہلیہ بھی چند روز کی علالت کے بعد انتقال فرما گئیں حق تعالےٰ مغفرت فرمائے۔

ہوا ہے وہ ہی خوب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہم بدنصیب کتنی بڑی نعمت سے محروم کردیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی ہے۔ وہاں دم مارنے کی مجال نہیں۔ اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم سب بالحاح وزاری درگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ خداوند غفور الرحیم اپنے فضل وکرم سے مرحوم کو قرب وجوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین ؎

حضرت مرحوم نے دو صاحبزادے حضرت سید محمد معصوم شاہ صاحب اور حضرت سید محبت علی شاہ صاحب اپنی نشانی چھوڑے ہیں۔ جو ابھی صغیر سن اور معصوم ہیں۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ خداوند رحیم وکریم ان کی عمر دراز کرے۔ اور اپنے بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین۔

در بار علی پور کا فدائی احقر غلام حسین قریشی از لاہور

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یہ خبر حلقۂ مشائخ ومجامع صوفیہ میں رنج وغم کے انتہائی احساس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ حضرت مولانا حافظ خواجہ عبد الکریم صاحب نقشبندی سجادہ نشین راولپنڈی کے سب سے بڑے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ مولوی عبد العزیز صاحب جنکا وجود علم وفضل کے اعتبار سے اس قحط الرجال میں مغتنمات سے تھا۔ ۳۰ رشوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۴ رجون ۱۹۲۴ء بروز بدھوار کامل دو مہینے بیمار رہکر عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے ؎

مرحوم بالکل نوجوان تھے حضرت حافظ صاحب کو ان کے اس بے وقت انتقال سے جو صدمہ عظیم پہنچا ہے وہ ناقابل برداشت ہے ؎

ہم دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم صاحبزادہ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور حضرت حافظ صاحب ودیگر متعلقین ومتوسلین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؎

(مدیر)

اطلاع ۱۔ رسالہ "جماعت" جن حضرات کی خدمت میں بطور نمونہ پہنچے وہ بہت جلد بذریعہ منی آرڈر سے سالانہ چندہ بھیجدیں۔ ورنہ اس کے بعد حسب الحکم اعلیحضرت عظیم البرکت مرشدنا قبلۂ عالم محدث علی پوری ادام اللہ فیوضہم وبرکاتہم ذی الحجہ کا رسالہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ہر ایک سچے پیر بھائی کا فرض اولین ہوگا۔ خاکسار منیجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر ؎

اللہ والوں کا جلسہ

یعنے انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کے اکیسویں سالانہ اجلاس کی روئیداد

امسال بھی سالہائے ماسبق کی طرح انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ اجلاس بتاریخ ہائے ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۲۲ء بروز ہفتہ و اتوار بمقام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ بسرپرستی عالیجناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین امام العاشقین حاج الحرمین الشریفین حضرت مولانا حاجی حافظ صوفی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علیپوری دامت فیوضہم علےٰ رؤس المسترشدین منعقد ہوا۔ اگرچہ چار دانگ عالم میں طاعون ملعون کا زور شور تھا جسنے ہزارہا گھروں کو برباد کر دیا۔ ہزارہا بچے یتیم کر دیئے۔ سینکڑوں عورتوں کو بیوہ کر دیا اور تمام ملک اِس طوفان وبا کی وجہ سے حیران و پریشان تھا۔ پھر بھی عاشقان ذات سرمدی و پروانگان شمع نور محمدی صلعم و حلقہ بگوشان سرکار علی پوری سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں آستانہ مبارک پر جبہ سائی کرنے اور حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری یعنے آئینہ کمالات محمدی صلعم کے پُرانوار دیدار سے اپنے دل و دیدہ کو نور ایمان سے منور و مزین کرنے اور سعادت دارین حاصل کرنے کی نیت سے۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ ہزارہ۔ کیمبل پور۔ میانوالی۔ سرگودھا۔ راولپنڈی جہلم۔ گجرات۔ لائل پور۔ سانگلہ۔ جھنگ۔ شیخوپورہ۔ لاہور۔ امرتسر۔ قصور۔ فیروزپور۔ بیکانیر۔ رہتک۔ حصار۔ دہلی۔ کرنال۔ جالندھر۔ بٹالہ۔ گورداسپور۔ جموں۔ کشمیر۔ عرب۔ کوئٹہ۔ میسور۔ بنگلور۔ حیدرآباد دکن و دیگر بلاد و امصار سے اکثر یاران طریقت شامل جلسہ .... ہوئے تھے جن کی تعداد تقریباً پندرہ ہزار کے قریب ہوگی (حضرت قبلہ عالم نے راقم الحروف خاکسار سکرٹری کو آخری جمعہ رمضان شریف کے دن جبکہ غلام قدمبوسی کے لئے دربار عالی میں حاضر ہوا تھا۔ ارشاد فرمایا تھا کہ ماسٹر امسال بہت سے یار اس جلسہ میں شامل ہونگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) علاوہ یاران طریقت کے حضرات سجادہ نشین صاحبان نے بھی شامل جلسہ ہو کر اس جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا۔

انتظام جلسہ دربار علی پور شریف میں جلسہ کا انتظام حضرت اقدس کی طرف سے ایک نہایت ہی وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ بڑی حویلی کے کھلے صحن میں سائبان

اور دریوں کا انتظام نہائت عمدگی سے کیا ہوا تھا۔ واعظین اور مقررین اور حضرات سجادہ نشینان جنوبی دیوار کی محاذ میں ایک پلیٹ فارم پر تشریف فرما تھے۔ جس پر فرش وفروش کا اعلےٰ انتظام تھا۔ تاکہ مشتاقان زیارت حضرت قبلہ عالم روحی فداہ اور واعظ یا مقرر کی باآسانی زیارت کر سکیں اور بسہولت وعظ سن سکیں۔

روشنی روشنی کا بھی ایسا اعلیٰ انتظام تھا کہ امر جلسوں میں کم دیکھا جاتا ہے۔ گیس کی روشنی کا ایک بڑا لیمپ صحن جلسہ میں آویزاں تھا۔ جسکی روشنی نہائت ہی تیز ہے اور بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور گیس کے جلنے کے وقت سائیں سائیں کی آواز ذاکران کو ایسا لطف دیتی تھی جس کو صرف وہی دل جانتے ہیں جن کو ذکر الٰہی کی چاشنی ہو۔

خوراک و رہائش کا انتظام دوسری انجمنوں یا مجلسوں کی طرح اس انجمن میں اخراجات مہمانداری کے لئے کوئی چندہ نہیں وصول کیا جاتا۔ نہ کوئی قیمت لی جاتی ہے۔ بلکہ خوراک کے جملہ مصارف کی متکفل حضرت قبلہ عالم کی ذات پاک ہی ہے۔ اگرچہ اجلاس کی تاریخ ۹ ر ۱۰ و ۱۱ مئی مقرر تھی مگر غلامان حضرت اقدس سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں تین چار یوم پیشتر ہی سے حضرت کی قدم بوسی کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ جس نیک نصیب کو اس جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ اس بات کو روز روشن کی طرح جانتا ہے کہ جس فیاضی اور دریا دلی سے حضرت قبلہ عالم اپنے مہمانوں کی خاطر و مدارات فرمایا کرتے ہیں اس کا کسی صاحب زر و مال دنیا دار رئیس سے ظہور میں آنا نہ صرف مشکل ہی ہے۔ بلکہ امر محال ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ حضور کی سخاوت و فیاضی کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔

خداوند کریم کی بارگاہ عالی متعالی میں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے پاک اور مقدس وجود خلق خدا کی بہتری و راہبری کے لئے بہت دیر ہمارے سروں پر قایم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ یاران طریقت آرام و آسائش کی خاطر مختلف شہروں سے دوکاندار مٹھائی۔ فالودہ پھل اور پنساری کتب وغیرہ کی دوکانیں علیحدہ لگائی ہوئی تھی جن کی وجہ سے جلسہ کی زینت بھی بڑھ گئی تھی۔

رہائش جلسہ ہذا میں شامل ہونے والوں کی رہائش کا انتظام بدستور سابق ہر دو حویلیوں میں کیا ہوا تھا۔ اور مساجد اور ان کے حجرے بھی بھرپور تھے۔ کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ علاوہ بریں دربار شریف کے کئی اور مکانوں میں بھی یاران کا قیام تھا اور بہت سے یاران طریقت کا صحن مسجد میں ہی قیام رہا۔ الغرض ان اللہ والوں خدا کے پیاروں کی مئے عشق الٰہی کے

سرشاروں کی مجلس جس سادگی سے منعقد ہوئی اس پر ہزار بناؤ سنگار قربان۔ غریب ذاکر۔ شہری و دیہاتی سب کے لئے یکساں ایک ہی فرش تھا۔ سب کے سب برابر بیٹھے تھے۔ شعر

بنازم بہ بزم محبت کہ آنجا گدائے بہ شاہے مقابل نشیند

سچ ہے۔ ع۔ مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے

سبحان اللہ۔ انما المؤمنون اخوۃ اور اتفاق و اتحاد قلبی کی زندہ مثال صرف اسی جلسہ میں موجود ہے:

جو جو مضامین جلسہ میں واعظین اور مقررین نے بیان فرمائے۔ اگرچہ وہ بذریعہ رسالہ ہذا ناظرین کرام و پبلک کے روبرو پیش کئے جاوینگے۔ مگر وہ وجدانی کیفیات اور روحانی تجلیات جو برقی رو کی طرح تمام حاضرین کے دلوں پر اثر کر رہی تھیں ان کا قیود الفاظ میں اظہار ناممکن اور محال ہے۔ روحانیت کی مجموعی طاقت تمام دلوں پر ایسا اثر کر رہی تھی۔ کہ تمام اہل مجلس بالکل خاموش ہمہ تن گوش بنکر مقرر یا واعظ کی آواز کو سننے کے لئے اسکے چہرے کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے اور اس بے خودی کے عالم میں صرف واعظ یا مقرر کی پیاری آواز ہی تھی۔ جو ایک پر درد دل سے نکل کر سامعین کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ اور روح کو تڑپا دیتی تھی۔ اور کسی بے خود کی زبان سے بے ساختہ نعرے، اللہ۔ اللہ یا حق ہو۔ نکال دیتی تھی۔ الغرض جلسہ کی جو کیفیت تھی ان کو لفظوں میں ادا کرنا مشکل ہے۔ یہ چند الفاظ اس مبارک جلسہ کی عکسی تصویر تصور کئے جاویں جو ہر قسم کی ظاہری زیب و زینت اور ناز و ادا سے معرا تھا۔

جلسہ کی مختصر روئداد

اجلاس اول زیر صدارت عالیجناب حضرت صاحبزادہ صاحب چورہ شریف

بروز ہفتہ بتاریخ ۱۰ مئی ۱۹۲۴ء کو قریب آٹھ بجے صبح جلسہ کا آغاز ہوا۔ سب سے اول قرآن مجید و فرقان حمید کا ختم کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد میاں جلال الدین صاحب زرگر نعت خواں فیروزپوری نے نہایت خوش الحانی سے سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین کی شان مبارک میں نعت پڑھی جس سے حاضرین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ ازاں بعد پیر نیک عالم صاحب وکیل گجرات نے اپنی کتاب موسوم بہ "سچی مالا" جو انہوں نے حضرت اقدس کے نام نامی پر معنون کی ہوئی ہے۔ حضور کے پیش کی۔ جسکے پڑھنے کے لئے حضرت قبلہ عالم نے

حکم دیا۔ چنانچہ کتاب کا اکثر حصہ سامعین کو پڑھکر سنایا گیا۔ پیر صاحب موصوف نے نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے نکات تصوف کو سہل پنجابی زبان میں نظم کیا ہوا ہے۔ جملہ حاضرین جلسہ نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔ اور حضرت قبلہ عالم اس قدر خوش ہوئے کہ آنجناب نے اپنی خوشنودی مزاج کا تمغہ پیر صاحب کو عنایت کیا۔ اور اپنی لنگی مبارک جو اس وقت حضور اوڑھے ہوئے تھے وہ بھی پیر صاحب کو عطا کر دی۔ نیز خرقہ خلافت بزرگان دین بھی پیر صاحب کو مرحمت فرمایا۔ اور پیر صاحب کو مقبول خلیفہ بنا دیا۔ پیر صاحب کے بعد حضرت قبلہ عالم نے (اللہ تعالیٰ ان کی عمر وفضل میں برکت کرے۔ اور ان کو دیر تک ہم غلاموں کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین) خود زبان فیض ترجمان سے اثبات بیعت۔ تصوف ایمان صوفیائے کرام ومحبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق نہایت ہی موثر رزین کلمات طیبات فرمائے۔ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر حالت بے خودی میں تمام ارشادات عالی بگوش دل سن رہے تھے اور زار زار آنسو بہا رہے تھے۔

حضور والا کے ارشادات کے بعد جلسہ کھانا کھانے اور نماز ظہر کے لئے بند کیا گیا بعد از نماز ظہر قریب ۲½ بجے کے نعت خوانی سے جلسہ شروع کیا گیا۔ ابھی میاں محمد رمضان اور منشی غلام محمد صاحب نے اپنی نعت ختم بھی نہ کی تھی کہ ناگاہ ایک واقعہ جانکاہ اور حادثہ ہوش ربا پیش آگیا یعنے اچانک حضرت قطب زمان غوث دوران عالیجناب حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم کے برادر خورد۔ اعنی حضرت عاشق یزدانی محبوب سبحانی مقبول بارگاہ صمدانی حاج الحرمین الشریفین عالیجناب پیر سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار ناپائدار سے رحلت فرما گئے اور اعلیٰ علیین میں معشوق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی خاکسار راقم الحروف نے اس دن کے باقی وقت کے لئے جلسہ کو بند کر دیا۔ سبحان اللہ مقبولان بارگاہ سبحانی اور محبوبان درگاہ ربانی کی کیا عجب شان بے نظیر ہوتی ہے۔ کہ ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اسوہ حسنہ رسول صلعم کا پاک نمونہ ہوتا ہے اور مریدان وغلامان کی اتباع کے لئے کافی ہوتا ہے جس وقت حضرت قبلہ عالم نے کہ آں جناب کے برادر عزیز کا روح پاک جسد عنصری کو پرواز کرکے فردوس بریں کی طرف رحلت کر گیا تو حضور قبرستان کی طرف تشریف لیگئے اور حضور نے جس جگہ ارشاد فرمایا وہاں روضۂ مبارک کیلئے نشان لگا دیا گیا۔ سبحان اللہ حضرت قبلہ عالم رضا وتسلیم کے پورا نمونہ تھے۔ وبشر الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون پر صحیح معنوں میں عمل پیرا نظر آتے تھے اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کی ان کی

ہر ایک بات سے ظاہر ہوتا تھا۔ شام کے قریب جناب حاجی صاحب کے جسم مبارک کو غسل دیا گیا۔ اور آب زمزم سے تر کیا گیا۔ مطہر کفن ان کو پہنایا گیا۔ تمام قرب وجوار کے دیہات میں آنجناب کے وصال کی خبر ہو چکی تھی۔ ہزارہا بندگان خدا اس مقبول رب العزت کے آخری دیدار سے اپنے دل و دیدہ کو منور کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے۔ تاکہ جنازہ کو کندھا دینے کا فخر ہر ایک کو حاصل ہو سکے۔ شام کے قریب آستانہ مبارک سے جنازہ اُٹھایا گیا۔ جنازہ کے ہمراہ قریب پندرہ اور بیس ہزار کے مردمان ہوں گے تکبیر و تہلیل کے نعروں، کلمہ توحید کے ذکر سے فضائے عالم گونج رہی تھی۔ ہر ایک کی زبان سے یہ الفاظ بے ساختہ نکل رہے تھے۔ کہ خدا کے مقبول ولی کا جنازہ ہے۔ بعد از نماز شام نماز جنازہ کھلے میدان میں ادا کی گئی۔ شاملین نماز جنازہ کی تعداد پندرہ اور بیس ہزار کے درمیان ہوگی۔ نماز جنازہ کی پچیس صفیں تھیں۔ پہلی صف میں قریب ایک ہزار کے آدمی تھے۔ بعد از نماز جنازہ رات کے قریب دس بجے حضرت کا تابوت روضۂ مبارک میں رکھا گیا۔ اور وہ مخلوق خدا کا سچا خیر خواہ عرس مبارک کے موقعہ پر ہر ایک کی خدمت کرنے والا مخدوم۔ بنی نوع انسان کا حقیقی نفع رساں ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ خداوند کریم رحیم حضرت حاجی صاحب کو فردوس بریں میں جگہ عطا فرماوے۔ آمین اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ؎

اجلاس دوم۔ بروز اتوار بتاریخ ۱۱ مئی ۱۹۲۴ء

زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب چورہ شریف

دوسرے دن صبح آٹھ بجے کے قریب تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ حافظ محمد سعید صاحب کوہاٹی نے نہایت ہی خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ ان کے بعد منشی فرزند علی صاحب سیالکوٹی نے نعت خوانی کی۔ ان کے بعد جناب مولوی شبیر نواب خان صاحب قصوری نے نہایت عالمانہ اور مدلل وعظ فرمایا۔ ان کے بعد جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب رامپوری نے کرامات اولیاء اللہ پر نہایت ہی فاضلانہ اور موثر وعظ فرمایا اور معقول و منقول دلائل سے ثابت کر دیا کہ کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ ان کے وعظ نے لوگوں کے دلوں پر بہت اثر کیا۔ مولوی صاحب کے بعد جناب سید شمشیر صاحب بٹالوی نے اپنی پر تاثیر پنجابی نظم پڑھی اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ ان کے بعد حافظ سید مولوی ولایت شاہ صاحب گجراتی نے صحبت اولیائے کرام پر نہایت

موثر اور دلکش وعظ کیا۔ ان کے بعد جناب حکیم خادم علی صاحب کوٹلوی نے صفت اولیائے کرام و بے ثباتی دنیا پر نہایت ہی نفیس نظم پڑھی اور مدلل و موثر تقریر فرمائی۔ جسنے حاضرین کے دلوں پر نہایت اعلےٰ اثر کیا پھر جلسہ کھانا کھانے اور نماز ظہر کے لئے بند کیا گیا۔

بعد از نماز ظہر قریب ۳ بجے کے نعت خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اور میاں محمد عالم صاحب سیالکوٹی اور قاضی تاج الدین صاحب ساکن جموں اور شیخ برکت اللہ صاحب ساکن نوشہرہ نے نہایت خوش الحانی سے نعت خوانی کی۔ ان کے بعد جناب مولوی محمد اکبر صاحب ساکن ستراہ نے معیت صادقین پر پر اثر وعظ فرمایا۔ جس نے حاضرین کے دلوں پر گہرا اثر کیا۔ ان کے بعد واعظ اسلام حضرت مولانا مولوی نور الحسن صاحب سیالکوٹی نے نہایت ہی مدلل و موثر وعظ فرمایا پھر جلسہ ظہر و شام کے لئے بند کیا گیا۔ بعد از نماز شام نعت خوانی سے جلسہ شروع ہوا اور میاں سردار شاہ صاحب کوہاٹی اور میاں جلال الدین فیروزپوری نے نعت خوانی کی۔ ان کے بعد جناب منشی عاشق علی خان صاحب ناطق کلانوری رہتکی کا قصیدہ صوفیانہ پڑھا گیا۔ جو حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی شان میں تھا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد عالیجناب حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نے اپنے دلکش پیرایہ میں نہایت مدلل و موثر وعظ فرمایا جس سے حاضرین کے دلوں پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔ ان کے بعد جناب مولانا مولوی سید غلام قطب الدین ہسوانی عرف برہمچاری پردیسی سہیل اسلام نے اسلام کی حقانیت اور فوقیت دیگر مذاہب پر نہایت ہی معقول دلائل و طریق سے ثابت کی اور ثابت کر دیا کہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خدائی مذہب ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے ان کے بعد قاری میر سعید اللہ صاحب امرتسری نے اپنی اعلیٰ درجہ کی صوفیانہ نظم پڑھکر سنائی اور حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ پھر ابو المعالی منشی تاج الدین احمد لاہوری نے اپنا قصیدہ جو انہوں نے حضرت کی شان میں کہا ہوا تھا پڑھکر سنایا اور آپ کے صاحبزادے نے بھی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا نعتیہ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق نظم پڑھکر سنائی اور حضرت اقدس سے خوشنودی مزاج کا تمغہ حاصل کیا۔ ان کے بعد جناب خانصاحب ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ میڈیکل کالج امرتسر نے نہایت ہی دلکش اور عالمانہ صوفیانہ تقریر فرمائی۔ زاں بعد حضرت قبلہ عالم روحی فداہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بعض کم فہم لوگوں کو صوفیائے کرام کے گروہ پاک سے بہت بدظنی ہے اور یہاں تک بدگمانی ہے کہ وہ اس پاک اور مقدس گروہ کو بالکل نکما اور محض ناکارہ خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ بات محض ان کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے

درحقیقت صورت حال اس طرح ہے کہ اگر کوئی گروہ دنیا میں قابل تحسین، اور محض خلوص اور نیت سے کام کرنے والا ہے تو وہ حضرت صوفیائے کرام و اولیائے عظام کی جماعت ہی ہے۔ صوفیائے کرام کے مقدس کارنامے اور ان کی تبلیغی کوششیں اور کامیابیاں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اس پینتیس گروہ دیوتاؤں کی سرزمین میں جو سات آٹھ کروڑ کلمہ گویاں آج نظر آرہے ہیں ان میں سے اکثر حصہ محض ان مقدس ہستیوں کی برکت، توجہ سے اسلام کا حلقہ بگوش ہوا حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیائے کرام نے جو کوشش تبلیغ و اشاعت اسلام میں فرمائی۔ ان سے ہر ذی علم مسلمان واقف ہے اسکے یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موجودہ زمانہ میں میدان ارتداد میں بھی جو کچھ کامیابی ہوئی، صوفیائے کرام کی ہی برکت سے ہوئی۔ اور وہ مخالف و موافق ہر ایک پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے خدا کے فضل و کرم سے ہماری جماعت نے ہر اسلامی کام بھی ہمیشہ سے خاص طور پر نمایاں حصہ لیا ہے۔ اب بھی میدان ارتداد میں میرے یاران میں سے سو سے زیادہ کارکن مبلغ گئے۔ اب تک ہزار ہا بندگانِ خدا کو راہ راست سے منحرف ہونے سے بچا لیا لاکھوں متذلل ایمان والوں کا ایمان متابعت خدا و رسول پر پختہ کرایا۔ اب تک میدان ارتداد میں ہماری جماعت کی طرف سے ستائیس مدرسہ جاری ہیں، ایک شفاخانہ بھی جاری ہے۔ ریاست ہائے بڑودہ و کشمیر میں بھی وفود برائے اشاعت و تبلیغ روانہ کئے گئے اراکین وفود کی تنخواہ و دیگر مصارف و اخراجات مدارس وغیرہ پر جو ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا۔ اس کا اکثر حصہ ہمنے (حضرت کی ذات پاک نے اپنے جیب خاص سے) خود ادا کیا اور کچھ میرے یاران (یعنے غلامانِ حضرت اقدس) نے مگر سات کروڑ مسلمانان سے ایک پیسہ تک بھی طلب نہ کیا اور نہ کسی نے دیا۔ یہ محض فضل الٰہی ہے، جو ہم کو اس قدر کامیابی عطا ہوئی۔ ہم نے کل کام توکل پر شروع کیا تھا۔ اور اللہ تعالٰے کا کام سمجھکر شروع کیا تھا۔ یہ اللہ تعالٰے کا اپنا کام ہے، ہم اس کام کو اسی کی خوشنودی کیلئے اور اسی کا کام سمجھکر رہے ہیں جبتک اسکو منظور ہے وہ اسکو جاری رکھے گا۔ وہ مسبب الاسباب ہے، وہ اپنی مہربانی اور فضل سے اسکو پورا کرتا جاوے گا۔ ع

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

زاں بعد حضور نے میدان ارتداد کے کارکنان کے حسن کارکردگی کی تعریف فرمائی۔ ان کے

کام کو شرف قبولیت عطا کیا۔ چنانچہ منشی حفیظ الدین صاحب نہتکی ناظم وفود انجمن خدام الصوفیہ کو تمغہ خوشنودی مزاج کا عطا کیا اور ساتھ ہی خرقہ خلافت بھی عطا کیا اور منشی عبدالمجید صاحب قصوری انسپکٹر مدارس میدان ارتداد کو بھی تمغہ خوشنودی مزاج اور خرقہ خلافت عطا کیا اور جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب اور عالیجناب مولانا مولوی امام الدین صاحب رائے پوری کو بھی حضرت قبلہ عالم نے تمغہ ہائے خوشنودی مزاج عطا فرمائے۔ بعدازاں بعد حضور والا نے خود قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اور چند حفاظ صاحبان نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی پھر ختم ہائے قرآن شریف جمع کئے گئے۔ سلام پڑھا گیا اور ختم شریف کیا گیا نہائت خشوع و خضوع سے دعا مانگی گئی۔ عرس شریف اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

یہ ناشکری ہوگی اگر صاحبزادگان عالی مقام کا شکریہ نہ ادا کیا جاوے جنہوں نے غلامان کی خدمت کرنے اور خاطر و مدارات کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ یہ علی پور شریف کی ہی سرزمین پاک ہے۔ جہاں مخدوم خدمت کرتے ہیں سبحان اللہ۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

(بندہ محمد کرم الٰہی سکرٹری)

اعلیحضرت محدث علیپوری کی مساعی جمیلہ

علاقہ کشمیر و دیگر اضلاع میں وفود کی روانگی

یوں تو ہندوستان میں ہر جگہ آریوں نے اپنا دام تزویر پھیلا رکھا ہے اور اسلام کے خلاف فرزندان توحید کو دعوت کفر دے کر نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے چونکہ کشمیر میں تقریباً بچانوے ۹۵ فیصدی اہل اسلام کی آبادی ہے۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان تنگی و عسرت کے ساتھ اپنی بسر اوقات کرتے ہیں۔ اس لئے آریوں نے ان کی ناداری کے نادر موقعہ کو دیکھ کر اس طرف بھی اپنا رُخ کر لیا ہے اور غریب و مفلس لوگوں کو اناج وغیرہ تقسیم کر کے اور طرح طرح سے طمع نفسانی کے ذریعہ معاذ اللہ مرتد بنانا شروع کر دیا ہے۔ جس کی بابت مسلمانوں کو پورے طور پر مدافعت کرنی ضروری ہے۔

ہمارے مخدوم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی سید

جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے حسب ذیل وفود میدان ارتداد میں روانہ فرماکر فتنۂ ارتداد کا سدباب فرمایا ہے اور ہزاروں ناواقف مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچالیا ہے اور جو گر گئے تھے۔ ان کو واپس نکال لیا ہے اور ایک بڑے وسیع پیمانہ پر کام شروع کر رکھا ہے۔ غرض حضرت ممدوح نے جس سرگرمی سے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔ اسکی فی زمانہ نظیر ملنی محال ہے۔ اور دوست سے دشمن تک ہر فرد بشر کو اعتراف کرنے کے سوا چارہ نہیں ؎

(۱) میدان ارتداد آگرہ و متھرا وغیرہ میں دس وفود روانہ فرماکر ۲۷ مدارس اور ایک شفاخانہ جاری فرمایا جن میں سینکڑوں طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔ اور شفاخانہ سے بے شمار مخلوق خدا کو نفع پہونچا ہے۔ نیز بہت بڑی تعداد مرتدین کی مشرف باسلام ہوئی ہے ؎

(۲) علاقہ برودہ ملک گجرات میں گجراتی زبان کے جاننے والوں کا ایک وفد بہ سرپرستی مولانا مولوی محمد خوب صاحب نقشبندی احمد آبادی روانہ فرماکر اس طرف کے مسلمانوں کی صلاحیت وہدایت کیلئے کوشش فرمائی جس سے ایک بڑی تعداد مرتدین کی مشرف باسلام ہوئی۔ نیز اس علاقہ میں ایک مدرسہ تعلیم القرآن جاری فرمایا۔ جس میں اسوقت **۵۴** طلباء تعلیم پا رہے ہیں ؎

(۳) ۱۰-۱۱-مئی ۱۹۲۳ء کے جلسہ خدام الصوفیہ علی پور سیداں کے موقعہ پر حضور ممدوح الشان نے کشمیر کے مسلمانان کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے بھی ایک وفد روانہ فرمائے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ۱۶ مئی ۱۹۲۳ء کو جناب سید پیر احمد اللہ شاہ صاحب ساکن کشمیر کی سرپرستی میں ایک وفد جس میں خواجہ سلام الدین صاحب عبائی کشمیر بھی شامل ہیں۔ مقام علی پور شریف سے روانہ کر دیا ہے نیز حضرت ممدوح الشان نے بہ نفس نفیس خود بھی اپنے برادر حقیقی حضرت سید پیر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے بعد اس طرف تشریف لیجانے کا اور اس علاقہ کے پیرزادگان وعلمائے کرام جو حضور انور کے حلقہ ارادت میں داخل نہیں انکے پاس وفود روانہ فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے جس سے امید ہے کہ بہت کچھ فتنۂ ارتداد کا سدباب ہو جائیگا ؎

(۴) چونکہ پنجاب کے اضلاع سیالکوٹ وغیرہ میں بھی آریوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اسلئے حضرت ممدوح الشان نے فی الحال ایک وفد بہ سرپرستی جناب مولانا مولوی حافظ غلام قادر صاحب کوٹلی لوہاراں گوجرانوالہ کی طرف روانہ فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب کرے اور حضرت ممدوح الشان کی عمر دراز کرے۔ آمین ؎ (خاکسار محمد حفیظ الدین ناظم انجمن خدام الصوفیہ) ؎

عید الضحیٰ

از جناب مولانا مولوی حاجی حافظ سید احمد علی صاحب امام وخطیب شاہی مسجد و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

اہل اسلام کے نزدیک سال میں دو بڑے تہوار منائے جاتے ہیں اور یہ کچھ اسلام پر ہی موقوف نہیں بلکہ ہر ایک مذہب و دین میں عیدوں کے دن مقرر ہیں اور ان دنوں کو متبرک سمجھکر خوشی مناتے ہیں مگر سبحان اللہ اسلام نے ان دنوں میں اس خوشی کو جس میں لہو ولعب اور بیہودہ اور لغو کھیلیں ہوتے ہیں اپنے ان تہواروں کو پاک رکھا اور اس میں بھی اسلامی عظمت اور خدا کی توحید و عبادت کا اعلان نہ چھوڑا اس کی اصل یہ ہے کہ ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ دو دن عید منایا کرتے اور اس میں کھیل کود کیا کرتے (اور یہ دن نوروز اور مہرجان کے ہیں) آپ نے فرمایا کہ یہ دن کیسے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم جہالت کے زمانہ میں یعنی قبل از اسلام ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو خدا نے ان دونوں سے بہتر دن دیئے ہیں وہ دو دن عید الضحیٰ اور عید الفطر ہیں۔ اب یہ دونوں دن شعائر الاسلام میں شمار کئے جاتے ہیں۔ عید الفطر کے احکام مناسب وقت پر تحریر ہونگے۔ منجملہ ان فوائد کے جو ان دنوں میں مرکوز ہیں ہمدردی اسلام اور اتفاق قومی کا یہ جلسہ نہایت ہی موثر اور موزون ہوا ہے۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ میں شہر کے تمام مسلمان اور آس پاس بستیوں کے مسلمانوں کا خاصی تعداد سے مجمع ہوتا ہے جس سے ایکدوسرے کو ملنے اور اپنے قومی مجمع کو ترقی دینے کا عمدہ طرز اختیار کیا گیا ہے۔ عید الضحیٰ بہ نسبت عید الفطر کے بہت بڑا تہوار ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جس سے ایک دن پہلے لاکھوں بندگان خدا یعنے تمام روئے زمین کے چیدہ چیدہ اور مالدار مسلمان مکہ معظمہ کی اس پہاڑی پر جمع ہوتے ہیں جسکو عرفات کہا جاتا ہے اور جہاں اس وحدہ لاشریک کی عظمت اور جلال کا ذکر لاکھوں مسلمانوں کے دل و دماغ و زبان پر آتا ہے سبحان اللہ یہ کیسا مبارک اجتماع ہے جس سے دنیا کے بڑے بڑے نمائشوں اور میلوں کی کوئی نسبت نہیں ہے کیونکہ ان میں نفس پرستی اور اس میں خدا پرستی اُن میں خدا سے غفلت اُس میں خدا کی عظمت پائی جاتی ہے۔ اُن میں حصول لذائذ دنیاوی یہاں شمول فوائد اُخروی۔

علاوہ اس متبرک جگہ کے مسلمانوں کے ہر ایک شہر اور قصبوں میں۔ اس عید کا خاص اہتمام

کیا جاتا ہے۔ عید کے سوائے قربانی دیجاتی ہے کہ جو بجائے خود اسلامی شعار بھی جاتی ہے ؎

قربانی

قربانی بھی قدیمی دستور چلا آتا ہے ہر ایک مذہب میں اس کا دستور ہے۔ جانوروں کا
چڑھاوا چڑھانا بتوں کے نام پر چھوڑنا ان کے نام پر ذبح کرنا یہ تو بت پرستوں میں مروج ہی ہے
پہلے زمانہ میں قربانی کی مقبولیت کی یہ صورت ہوتی تھی کہ جو شخص جانور یا کوئی اور شئے خدا کے
راہ میں دینا چاہتا تھا اسکو امتحانی آگ آکر کھا جایا کرتی تھی اور جس کی مقبول نہ ہوتی اسکے
لئے آسمانی آگ نہ جلاتی بلکہ جانور کھا جاتے چنانچہ قابیل و ہابیل کا قصہ مشہور ہے؎
دراصل قربانی کا ذبح کرنا اسلام میں جو مروج ہوا تو یہ سنت ابراہیم علیہ السلام کی ہے
جنکو خواب میں حکم ہوا کہ سب سے پیاری چیز قربانی کرو۔ آپ نے بہت سے اونٹ قربانی
کئے پھر حکم ہوا پھر اونٹ قربان کئے پھر حکم ہوا کہ خاص اپنے بیٹے کو قربانی کرو۔ اسپر آپنے
حکم مانا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کیلئے میدان میں لیگئے اور خدا کے
حکم کو بجا لائے مگر وہاں تو صرف امتحان تھا چھری نے ایک بال بھی نہ کاٹا۔ آخر جنت میں سے
فرشتہ ایک دنبہ لایا اور کہا کہ اس کو ذبح کرو۔ غرض یہ وہی نسبت ابراہیمی ہے چنانچہ فرمایا
فدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاخرین۔ خدا کو اس کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا
بلکہ اسکو تقوےٰ پسند ہے اور فرمانبرداری اب ہم مختصراً عید اور قربانی کے احکام لکھتے ہیں؎

(۱) عیدین کی نماز واجب ہے؎

(۲) عید کے دن غسل اور مسواک کرنا عمدہ کپڑے اور انگوٹھی پہننا اور خوشبو لگانا عیدگاہ
تک پیدل چلنا۔ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے آنا سنت ہے۔ اگر کوئی سواری ہو جائے
تب بھی جائز ہے؎

(۳) عید الضحےٰ میں بعد نماز کے آکر کھانا کھانا سنت ہے اور بہتر ہے کہ قربانی کا گوشت
کھایا جائے۔ اور اگر کوئی پہلے کھالے تو جائز ہے؎

(۴) نماز عید جنگل میں جاکر پڑھنا مسنون ہے گو شہر میں جامع مسجد ہو؎

(۵) چلنے میں تکبیریں بلند آواز سے پڑھنا چاہئے۔ تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد؎

(۶) یہی تکبیر عرفہ یعنے ۹ ذی الحج کی صبح کی نماز کے بعد جو جماعت سے ادا کیگئی ہو امام

و مقتدی پر آخر ایام تشریق یعنے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک کہنی واجب ہے۔

(۷) جو شرائط جمعہ کے وجوب کے ہیں وہی عید کے ہیں فرق اتنا ہے کہ جمعہ میں خطبہ پہلے ہوتا ہے اس میں خطبہ بعد ہوتا ہے اور بدوں خطبہ کے عید ہو جاتی ہے۔

(۸) نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو عید الفطر کا ہے اور جو وقت اس کا ہے وہی وقت اسکا سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک وقت ہے۔ مگر بہتر ہے کہ یہ عید جلد پڑھی جائے کیونکہ بعد میں قربانی کرنی ہے۔

(۹) اول تکبیر افتتاح یعنے تکبیر کہکر ہاتھ باندھے جائیں اور اس میں سبحانک اللھم پڑھا جاوے پھر تین تکبیریں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اور چھوڑ کر کہے جائیں پھر ایک تکبیر کے بعد تین تسبیح کے مقدار سکوت کیا جائے۔ تیسری خالی تکبیر کہکر ہاتھ باندھے جائیں پھر امام قرأت پڑھے اور جب دوسری رکعت پڑھے تو بعد قرأت پھر خالی تین تکبیریں ہاتھ اٹھا کر کہی جائیں اور چوتھی دفعہ بلا ہاتھ اٹھانے کے تکبیر رکوع کی کہکر رکوع کر دیا جائے۔ گویا چھ تکبیریں زائد ہیں اور دو پہلی رکعت میں آکر چار رکعت نفل پڑھنا مستحب ہیں۔

(۱۰) گھر میں آکر چار رکعت نفل پڑھنا مستحب ہیں۔

(۱۱) خطبہ میں امام کو چاہئے کہ عید اور قربانی کے احکام لوگوں کو سنائے۔

قربانی کے مسئلے

(۱) قربانی واجب ہے اُس شخص پر جو کہ مالدار ہو جب پر صدقہ فطر واجب ہے زکوٰۃ کا وجوب ضروری نہیں۔

(۲) قربانی کی فضیلت بہت ہے (۱) زید بن ارقم رض سے مروی ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیسی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس میں کیا ثواب ہے فرمایا کہ اسکے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ نے کہا کہ پشم کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ پشم کے ہر ایک بال کے برابر نیکیاں ملینگی۔ (احمد و ابن ماجہ)۔

(۲) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے نزدیک قربانی کے دن قربانی سے بڑھکر کوئی عمل زیادہ پیارا نہیں کیونکہ بیشک قیامت کے دن قربانی مع اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے آئیگی یعنے سب چیزیں نیکیوں کے ساتھ تولی جائینگی

اور بے شک اس کا خون خدا کے نزدیک مرتبہ رکھتا ہے قبل اسکے کہ وہ زمین پر گر پڑے اب تم لوگ اس قربانی کرنے سے خوش ہو جاؤ۔ (ترمذی و ابن ماجہ)۔

(۳) قربانی صرف اپنی ذات کی طرف سے واجب ہے اولاد و بیوی کی طرف سے واجب نہیں ہاں اگر زوجہ مالدار ہے تو وہ اپنے پاس سے کرے۔

(۴) مسافر پہ قربانی واجب نہیں۔

(۵) ہر شخص اپنی طرف سے ایک بکری بکرا یا بھیڑ یا مینڈھا یا چھترا ذبح کرے اور گائے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ سات آدمیوں کی نیت قربانی کی ہو۔ اگر ایک کی نیت گوشت بیچنے کی ہوگی تو کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی۔

(۶) بکری کا بچہ ایک سال سے کم کا اور بھیڑ کا بچہ چھ مہینے سے کم کا اور گائے بیل دو برس سے کم کا اور اونٹ پانچ برس سے کم کا قربانی میں جائز نہیں مگر جو بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا ہو اور فربہ اور قوی ہو تو جائز ہے۔

(۷) قربانی کا وقت صبح دسویں تاریخ ذی الحجہ سے بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہو مگر جو لوگ شہر میں رہتے ہیں انکو نماز عید سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ گاؤں والوں کو البتہ جائز ہے۔

(۸) اندھا جانور اور کانا اور ایسا دبلا کہ جس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو اور ایسا لنگڑا کہ ذبح کی جگہ تک اپنے پاؤں سے نہ چل سکتا ہو اور بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کا تہائی سے زیادہ کان کٹا ہو یا تہائی سے زیادہ دم کٹی ہو جائز نہیں جس جانور کے دانت نہ ہوں وہ بھی جائز نہیں اور جو کچھ دانت گر گئے ہوں اور اکثر باقی ہوں جن سے گھاس کھا سکتا ہو تو جائز ہے جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں وہ بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر چھوٹے چھوٹے خلقی ہوں تو جائز ہے۔ جس جانور کی ناک کٹی ہو وہ بھی جائز نہیں جس جانور کے سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں وہ جائز ہے خصی جانور بھی جائز ہے۔

(۹) قربانی کے گوشت میں سے آپ بھی کھائے اور دوست آشناؤں کو اگرچہ غنی ہوں کھلائے اور رکھ چھوڑے مگر بہتر یہ ہے کہ تہائی خیرات کر دے۔ اگر اپنا ہی کنبہ زیادہ ہے تو پھر اسی میں خرچ کر دے۔

(۱۰) قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے اور جو آپ ذبح نہ کر سکے مثلاً عورت ہو تو دوسرے سے قربانی کا جانور اپنے سامنے ذبح کرائے۔

(۱۱) بکرا وغیرہ خوب موٹا تازہ ہونا چاہئے جس قدر عمدہ اور فربہ ہوں اتنی قدر ثواب زیادہ ہوگا؛

(۱۲) قربانی کی کھال قصاب کو مزدوری میں نہ دے بلکہ چاہئے کہ کھال خیرات کردے یا اس سے ایسی چیز بنائے جو باقی رہے جیسے مشک ڈول۔ اور اگر بیچدے تو قیمت اس کی خیرات کردے؛

(۱۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو دنبے کرتے تھے اُن سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ آپ کی طرف سے میں قربانی کیا کروں سو میں آپکی طرف سے قربانی کرتا ہوں (ترمذی) اسی بنا پر اگر کوئی اپنے کسی بزرگ کی طرف سے قربانی کرے تو مستحب ہے؛

نوٹ:۔ جس شخص نے قربانی دینی ہو اسے چاہئے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کے دن جب تک قربانی ذبح نہ ہو لے حجامت خط وغیرہ نہ بنوائے؛ (احمد علی عفی عنہ)

قصیدہ

جسے دیکھنی ہو شباہت علیؓ کی | تو دیکھے وہ صورت جماعت علیؓ کی
ہے وہ پاک صورت جماعت علیؓ کی | عیاں جس سے ہے شان و شوکت علیؓ کی
ملی جس کو صحبت جماعت علیؓ کی | ہوئی اسکو حاصل زیارت علیؓ کی
نہ کیوں دھوم ہو آپ کے فیض کی یوں | کہ آخر تو ہیں آپ عزت علیؓ کی
بلاشبہ دنیا میں جاری ہوئی ہے | جماعت علی سے کرامت علیؓ کی
وہی بدنصیب آپکا بھی ہو دشمن | نہیں جس کے دل میں محبت علیؓ کی
علی پور مخزن ہے جو دِ علیؓ کا | شب و روز بٹتی ہے دولت علیؓ کی
علی پور میں منکرو آ کے دیکھو | شجاعت سخاوت عنایت علیؓ کی
یہاں دین و مذہب کی ہے نقشبندی | علی پور میں ہے جماعت علیؓ کی
تمہیں جس نے دیکھا تڑپ کر وہ بولا | جماعت علیؓ ہیں حمایت علیؓ کی

سہیلِ حزیں تم بھی جی بھر کے کر لو
ادب سے زیارت جماعت علیؓ کی

سہیل سہسوانی

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

از جناب مولوی عبدالماجد صاحب بی اے۔ فلسفی

خوش قسمتی سے کشف المحجوب اس حجاب گمنامی میں نہیں۔ داتا گنج بخش لاہوریؒ کا نام اکثروں کی زبان پر ہے، بالائی ہند کے بکثرت گھرانے اس ذات کے ساتھ عقیدتمندی کے مسکن ہیں۔ لاہور میں مدت ہوئی اصل فارسی نسخہ طبع ہو چکا ہے۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ چند سال ہوئے؛

سینٹ پٹرسبرگ یونیورسٹی (روس) کے پروفیسر "چوکوودسکی" کے زیر اہتمام کتاب یورپ میں چھپنے والی تھی، ممکن ہے چھپ چکی ہو۔ یہ سب کچھ ہے تاہم استفادہ کرنے والوں کا حلقہ اب بھی محدود ہے اور تصنیف و مصنف کے تعارف کرانے کی ضرورت باقی ہے؛

مصنف علیہ الرحمۃ کا پورا اسم گرامی ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الغزنوی الجلابی الہجویری اللاہوری ہے۔ ہندوستان میں عرف عام داتا گنج بخش مشہور ہے وطن غزنین تھا۔ مضافات غزنین میں ہجویر و جلاب دو قریہ ہیں۔ دونوں میں قیام رہا، آخر عمر میں لاہور میں سکونت اختیار فرمائی تھی یہیں انتقال کیا اور یہیں مدفون ہوئے۔ اس ساری نقل و حرکت کو ظاہر کرنے کے لئے نام کے ساتھ غزنوی۔ جلابی ہجویری لاہوری کا ضمیمہ لگا ہوا ہے؛

سید حسنی نے شجرۂ نسب بعض تذکروں میں یوں دیا ہے۔ علی بن سید عثمان بن سید علی۔ بن عبدالرحمن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی المرتضیٰ بیعت شیخ ابوالفضل بن حسن سے تھی۔ جو شیخ ابوالحسن حصری کے مرید تھے۔ شجرۂ طریقت سید الطائفہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔ متعدد دیگر مشائخ کبار سے بھی استفادہ کیا تھا۔ کشف المحجوب میں جابجا ان مشائخ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنے اور ان کے تعلقات پر روشنی ڈالتے جاتے ہیں، مثلاً امام ابوالعباس اشقانی کے تذکرہ میں کہتے ہیں:۔

"مرا باوے انسے عظیم بود و وی را بر من شفقت صادق، واندر بعضے علوم استاد من بود"

(کشف المحجوب مطبوعہ لاہور ص ۱۲)

شیخ ابوالقاسم گرگانی اور اپنے تعلقات کے تذکروں میں ایک دلچسپ واقعہ تحریر فرماتے ہیں:۔

روزے من اندر پیش شیخ نشستہ بودم و احوال و نمودہائے خود را بر می شمردم، بحکم آنکہ

روزگار خود بروے سود (؟) کنم، کہ ناقد وقت است، و وے بہ کرامتے آں از من می شنید
و مرا نخوت کودگی و آتش جوانی بر گفتار آں حریص می کرد، و خاطر بے صورت می بست
کہ مگر ایں پیر را در ابتدا، دریں کوے گزرے نبودہ است کہ چندیں خضوع می کند اندر حق
من و نیاز می نماید۔ اندر باطن من آں بدید، وگفت اے دوست پدر (؟) بہ آنکہ ایں خضوع
من نہ با تست، و حال تراست کہ محول احوال بر محل محال آید (؟)، بلکہ ایں خضوع من محول احوال
را می کنم، و ایں عام باشد مر ہمہ طلاب را، نہ خاص ترا۔ چوں ایں بشنیدم از دست بیفتادم
و وے اندر من بدید، وگفت اے پسر آدمی را بدایں طریقت نسبت بیش ازاں نبود کہ
چوں وے را بہ طریقت باز بندد۔ پندار یافت آں بگردانندش چوں آں معزول کنندش
بہ عبارت پندارش برسد۔ پس نفی و اثبات، نقد وجود وے ہر دو پندار باشد، و آدمی
ہرگز از بند پندار نرہد۔ وے را باید کہ در گاہ بندگی گیرد و جملہ نسبتہا را از خود دفع
کند بجز نسبت مردمی و فرمانبرداری و از بعد آں مرا باوے اسرار بسیار بود اگر بہ اظہار
آیات وے مشغول گردم از مقصود باز مانم۔" (ایضاً، صـ۱۳۲)۔

ایک جگہ خواجہ ابو احمد مظفر سے اپنی ملاقات کا حال لکھا ہے وہ بھی ارباب حال کے لئے
اسی قدر دلچسپ ہے:۔

"روزے من اندر گرماے گرم بہ نزدیک وے اندر آمدم با جامہ راہ و ژدلیدہ موے، مرا گفت
یا ابا الحسن ارادت حالے مرا گوے تا چیست۔ گفتم مرا سماع می باید، اندر حال کس
فرستاد تا قوالے بیاوردند و جماعتے را از اہل عشرت۔ و آتش کودگی و قوت ارادت
و حرکت ابتداء مرا اندر سماع کلمات مضطرب کرد۔ چوں زمانے بر آمد و سلطان و علیان
آں طاقت اندر من کمتر شد مرا گفت چہ گونہ بود مر ترا ایں سماع گفتم ایہا الشیخ سخت خوش
بودم گفت وقتے بیاید کہ ایں و بانگ کلاغ ہر دو مر ترا یکساں سود۔ قوت سماع تا
آنگاہ بود کہ مشاہدہ نہ باشد۔ چوں مشاہدہ حاصل آید، ولایت سمع ناچیز شود۔ ذکر د (؟) تا
ایں را عادت نہ کنی، تا طبیعت نہ سود و باز بدیدال بمانی" (ایضاً صـ۱۳۳)۔

اسی طرح سلطان ابو سعید ابو الخیر، شیخ ابو القاسم قشیری وغیرہ دیگر مشاہیر صوفیہ سے
اپنی ملاقات کے تذکرے لکھے ہیں:۔

حنفی المذہب تھے۔ امام ابو حنیفہؒ سے خاص عقیدت تھی۔ ان کا نام "امام اماماں و مقتدائے

سنیاں، شرف فقہا و عزعلما کی حیثیت سے لیا ہے، اور اُن کے کمالات کا بیان تفصیل سے کیا ہے (صلا ۶۶-۶۹)

اس ضمن میں اپنا ایک خواب بھی تحریر فرماتے ہیں، جس کا اقتباس لطف و نفع سے خالی نہ ہوگا، فرماتے ہیں، کہ

"میں ملک شام میں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت بلال رضؓ (موذن) کے مزار کے سرہانے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں، کہ مکہ میں حاضر ہوں، اور پیغمبر خدا صلعم باب بنی شیبہ سے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح کہ کوئی کسی بچہ کو گود میں لیئے ہو، ایک مسن شخص کو اپنی گود میں لیئے ہوئے ہیں۔ میں دوڑتا ہوا حضور میں پہونچا، پائے اقدس کو بوسہ دیا، اور دل میں سوچنے لگا، کہ یہ مرد مسن کون ہیں۔ حضور صلعم کو میرے مضطرب قلب پر اطلاع ہو گئی۔ ارشاد ہوا کہ یہ شخص تیرا اور تیری قوم کا امام ہے، یعنی ابو حنیفہ۔ اس سے مجھے اپنے اور اپنی قوم کے حق میں بہت کچھ امیدیں ہو گئیں۔ اور اس خواب سے مجھ پر یہ بھی منکشف ہو گیا کہ ابو حنیفہ ان لوگوں میں ہیں جو اپنے صفات ذاتی سے خالی ہو چکے ہیں، اور محض احکام شرعی کے لیئے باقی ہیں، اس لیئے کہ اُن کے حامل رسول خدا صلعم تھے۔ اگر میں اُنہیں خود چلتے ہوئے دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ وہ باقی الصفت ہیں۔ اور باقی الصفت کے لئے خطا و صواب دونوں کا امکان ہے لیکن چونکہ انہیں رسول خدا صلعم کی گود میں دیکھا اس سے معلوم ہوا، کہ ان کا وجود قائم ہے، وہ رسول خدا صلعم کے وجود سے قائم ہے اور چونکہ رسول خدا صلعم کے لئے کسی طرح کی خطا کا امکان نہیں اسلئے جس کا وجود اُن میں فانی ہو چکا ہے وہ بھی مکان خطا سے پاک ہے (ایضاً صلا ۶۵-۶۹)۔"

سفر و سیاحت میں اکثر رہا کرتے تھے۔ شام سے لے کر ترکستان، اور ساحل سندھ سے لے کر بحر قزوین تک یعنی اپنے زمانہ کی تقریباً ساری اسلامی مملکت کی سیاحی کا ذکر کیا ہے۔ آذربائجان، بسطام، دمشق۔ رملہ۔ بیت، ایمن۔ طوس۔ قہنہ اور جبل السلام کے نام اپنے سفرناموں کے ذیل میں تصریح کے ساتھ لیئے ہیں۔ ایک مرتبہ دوران قیام عراق میں معلوم ہوتا ہے کہ دولت بہت جمع ہو گئی تھی، اور اُس کے اسراف سے قرضداری کی نوبت آ گئی تھی۔ فرماتے ہیں:-

"وقتے من اندر دیار عراق اندر طلب دنیا وفنا کردن آں تا باکے می کردم (؟) ودام

بسیار بجا آمدہ بود، مشوبہ ہر کسے راکہ بایستے بودے (؟) روے بمن آوردہ بودند، و

من در رنج حصول ہوائے شاں ماندہ بودم" (ص ۲۶۹)۔

عرصہ تک پریشانی رہی۔ بالآخر ایک درویش کی موعظت کے اثر سے فراغت نصیب ہوئی۔ قیدِ ازدواج سے غالباً ہمیشہ آزادی رہی۔ البتہ ایک مقام پر آپ بیتی یوں بیان کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک مرتبہ کسی کے خدنگ نظر سے بسمل ہو گئے تھے، اور ایک سال تک اس زخم کی تڑپ نے بیتاب رکھا، بالآخر فضل ایزدی نے زخم کا مرہم بھی پیدا کر دیا۔ عبارت اس قدر مبہم ہے کہ تفصیلات کا پتہ بالکل نہیں چلتا:۔

"من کہ علی بن عثمان الجلابی ام از پس آنکہ مرا حق تعالے یازدہ سال از آفت تزویج نگاہ داشتہ بود، ہم تقدیر کرد تا بفتنہ اندر افتادم۔ و ظاہر و باطنم اسیر صفتے باشد کہ با من کردند (؟) بے آنکہ رویت بودہ، و یکسال مستغرق آں بودم چنانچہ نزدیک بود، کہ دین بر من تباہ شود۔ تا حق تعالے بہ کمال لطف و تمام فضل خود عصمت را بہ استقبال دل بیچارہ من فرستاد، و بہ رحمت خلاصی ارزانی داشت" (ص ۴۸۵)

استعدادِ علمی کی تفصیل کسی تذکرہ میں درج نہیں۔ لیکن کشف المحجوب کی تصنیف خود اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ اس کا مصنف علوم ظاہری میں تبحر رکھتا ہے، بعض تذکروں میں اجمالاً صرف اس قدر ہے "جامع بود میاں علوم ظاہر و باطن" اور یہ یقیناً صحیح ہے۔

بعض تذکروں میں ہے کہ لاہور اپنے مرشد کے حکم سے آئے۔ اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رح کے ایک ملفوظ میں تو ورود لاہور کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ فوائد الفواد میں ہے کہ شیخ علی ہجویری رح و شیخ حسین زنجانی رح دونوں ایک ہی مرشد سے بیعت رکھتے تھے۔ شیخ حسین زنجانی رح عرصہ سے لاہور میں سکونت رکھتے تھے۔ ایک روز شیخ علی ہجویری کو مرشد کا حکم ملا کہ لاہور میں سکونت اختیار کرو۔ عرض کیا کہ وہاں تو شیخ حسین پیشتر سے موجود ہیں" مگر ارشاد ہوا کہ "تم جاؤ"۔ تعمیل کی۔ شب میں لاہور پہنچے، اسی شب میں شیخ حسین نے انتقال فرمایا، اور صبح ان کا جنازہ اٹھایا گیا[1]۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کو مرشد کے حکم سے اپنا مسکن بنایا، لیکن خود کشف المحجوب کی ایک عبارت سے کچھ ایسا مترشح ہوتا ہے، کہ لاہور کا قیام مرضی کے خلاف کسی مجبوری سے تھا۔ فرماتے ہیں کہ:۔

[1] فوائد الفواد، مرتبہ امیر حسن علا سنجری رح ص ۲۴ (مطبوعہ نول کشور)

"کتب من بحضرت غزنین مانده بود و من در دیار ہند در بلده لاہور که از مضافات ملتان است درمیان ناجنسان گرفتار شده بودم" (ص ۶۵)	میری کتابیں غزنیں میں چھوٹ گئی ہیں اور میں ہندوستان میں شہر لاہور میں ناجنسوں کے درمیان گرفتار ہوں۔

اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ "گرفتاری" کا لفظ فقرہ بالا میں مجازاً استعمال کیا ہے یا واقعۃً۔

عام لقب گنج بخش مشہور ہے اس کی بابت یہ روایت ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے آپ کے مزار پر چلہ کیا، اور اکتساب فیوض و برکات کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما

اُس وقت سے گنج بخش کا لفظ عام زبانوں پر چڑھ گیا[1]

سنہ وفات کے متعلق اختلاف ہے۔ صاحب نفحات الانس خاموش ہیں۔ صاحب سفینۃ الاولیاء نے دو روایتیں دی ہیں۔ ایک ۴۵۶ھ اور دوسری ۴۶۴ھ کی بابت[2]۔ آزاد بلگرامی نے ایک ضمنی موقع پر ۴۶۵ھ درج کیا ہے[3] نکلسن کا قیاس ہے کہ ۴۶۵ھ و ۴۶۹ھ کے درمیان وفات ہوئی[4] مزار پر جو قطعہ تاریخ کندہ ہے، اُس سے بھی ۴۶۵ھ ہی نکلتا ہے۔ راقم سطور کے نزدیک بھی اسی کو صحیح ماننا چاہیے۔ مزار شہر لاہور کے باہر سمت غرب میں واقع ہے۔ ہر جمعرات و جمعہ کو زایروں اور حاجتمندوں کا ہجوم رہتا ہے۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ چالیس روز متصل یا چالیس شبہائے جمعہ کو طواف مزار کرنے سے ہر مشکل آسان اور ہر حاجت روا ہو جاتی ہے[5]

اس قدر یقینی ہے کہ تصوف پر متعدد کتابیں تصنیف کیں لیکن آج ان تصانیف کا وجود تو الگ ہی رہا، ان کے نام تک کسی تذکرہ میں محفوظ نہیں۔ صاحب سفینۃ الاولیاء اس سے زائد نہ لکھ سکے کہ :-

"حضرت پیر علی ہجویری را تصانیف بسیار است"

البتہ خود کشف المحجوب میں مصنف نے جا بجا اپنی دوسری تصانیف کے حوالے دیئے ہیں۔ ان عبارتوں کے یکجا کرنے سے تصانیف ذیل کا پتہ چلتا ہے ممکن ہے کہ ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہوں۔

[1] خزینۃ الاصفیا، غلام سرور لاہوری، جلد دوم ص ۲۳۴ ۔ [2] سفینۃ الاولیا، ص ۱۶۵

[3] مآثر الکرام ص ۶ (نسخہ شائع کردہ، عبد اللہ خان، حیدرآباد دکن) [4] مقدمہ ترجمہ انگریزی کشف المحجوب

[5] سفینۃ الاولیاء ص ۱۶۵ ۔

نام کتاب	عبارت کشف المحجوب
۱۔ دیوان	یکے آنکہ دیوان شعرم کسے بخواست (ص ۱)
۲۔ منہاج الدین	"دیگر کتابے تالیف کردم اندر طریق تصوف، نام آں منہاج الدین (ص ۱) نیز "پیش ازیں کتابے ساختہ ام مرآں را منہاج الدین نام کردہ اندر وے مناقب [اہلِ صُفّہ] یک یک بہ تفصیل آوردہ" (ص ۵۹) نیز "اندر کتابے کہ کردہ ام بجز ایں منہاج نام" (ص ۱۱۱)
۳۔ کتاب الفناء والبقا	"مارا ازیں جنس سخن است اندر کتاب فنا وبقا" (ص ۴۱)
۴۔ اسرار الخرق والمؤونات	"مرا اندریں باب کتابے ست مفرد کہ نام آں اسرار الخرق والمؤونات ست (ص ۳۸)۔
۵۔ کتاب البیان لاہل العیان	"من اندریں معنی تا حال ہدایت کتابے ساختہ ام وآں را کتاب البیان لاہل العیان نام کردہ شد (ص ۱۹۵)
۶۔ بحر القلوب	"اندر بحر القلوب اندر بابِ جمع فصلے گفتہ ام" (ص ۱۹۵)
۷۔ الرعایۃ لحقوق اللہ	"طالب ایں علم را ایں مسئلہ از کتاب دیگر باید طلبید کہ کردہ ام، وآں را الرعایۃ لحقوق اللہ نام کردہ" (ص ۲۱۱)

ذیل کی عبارتوں میں دو کتابوں کے حوالہ اور آتے ہیں، خدا معلوم ان سے مراد کتب بالا ہی ہیں، یا یہ تصانیف ان کے علاوہ ہیں نکلسن کا خیال ہے کہ یہ علیحدہ تصانیف ہیں۔ اس حساب سے دو کتابوں کا اور اضافہ سمجھنا چاہیئے۔

۸۔ "پیش ازیں اندر شرح کلام وے [منصور حلاج] کتابے ساختہ ام" (ص ۱۱۱)

۹۔ "من اندر بیان ایں (ایمان) کتابے کردہ جداگانہ (ص ۲۱۵)

آج یہ سب کتابیں عنقا ہیں۔

مخدوم موصوف علیہ الرحمۃ کے مرتبہ کمال کا اعتراف سب کو رہا ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری" اور شیخ المشائخ حضرت بابا فرید گنج شکر" جیسے مسلم اکابر نے آپ کے مزار پر چلّے کھینچے ہیں اور فیوض وبرکات حاصل کئے ہیں۔

(عبد الماجد بی۔ اے)

اللہ والوں کی شناخت

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ‌ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ بِالۡعِبَادِ

اور ایسے بھی لوگ ہیں جو خداتعالیٰ کی رضاجوئی میں اپنے نفس بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر شفقت کرنیوالا مہربان ہے

اس آیت میں خداوند کریم نے اپنے خالص اور نیک بندوں کی جنہیں وہ پیار کرتا ہے یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنے نفس اللہ کی رضاجوئی کے ہاتھ بیچدیتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نفس و جان افضل و اعلیٰ ہے مال سے اسلئے لازمی ہے جو اپنے نفس بیچ چکے ہوں وہ اپنے مال بھی خدا کی رضاجوئی میں دے چکے ہوں۔ قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع نفس اسیوقت صحیح اور متحقق ہوسکتی ہے کہ بندہ ضرورت کے وقت خدا کی راہ میں جان و مال سب کچھ خرچ کرے۔ راہ خدا کے یہ معنے نہیں کہ خدا کو دیدے۔ اسلئے کہ خدائے تعالیٰ تو ہر چیز سے غنی ہے نہ کبھی اسے کسی کی جان کی ضرورت نہ مال کی حاجت۔ سبیل اللہ سے مراد ہیں وہ کام جن سے اُس کے دین کی حفاظت متصور ہو۔ جس سے اسکے بندوں کی جو اس کے عیال ہونے کا حکم رکھتے ہیں ضرورتیں پوری کی جائیں اللہ تعالیٰ مومن سے اسی پر اکتفا نہیں کرتا کہ وہ حلال طریقے سے کماتا اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہو۔ اور کسی طرح بھی کسی غیر کو نقصان نہ پہونچاتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو روزہ رکھتا ہو۔ اسلئے کہ یہ سب کام وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ نہ راہ خدا میں۔ بیع نفس کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بھی فائدہ پہونچائے اور شریعت و قوم کی حفاظت و نصرت کرے۔ یہاں تک کہ ان کاموں میں اگر جان بھی خطرہ میں پڑجائے تو جان دینے میں بھی مضائقہ نہ کرے۔ کیونکہ اگر حفظ ملت اور نصرت اُمت میں کوتاہی کی اور خدا کی رضاجوئی پر نفسانی خواہش کو ترجیح دی۔ تو زمرۂ کاملین سے خارج ہوگیا۔ اور اس سے زیادہ گنہگار ہوا جو ایسے کام کرتا ہے جن سے خود اسی کے نفس کو نقصان پہونچتا ہے۔ اس لئے کہ ایک کا نقصان ہونا کمتر ہے اس سے کہ امت کو نقصان پہونچتا اور دین و شریعت کی آبرو کو بٹہ لگتا ہو۔ اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ سے نفس کی تربیت کے حکم میں یہی حکمت و مصلحت ہے۔ کہ آدمی یہاں تک ترقی کرے کہ اُس کا وجود وسیع ہو جائے۔ اور عام طور پر لوگ اُس کی ذات سے فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مال و نفس کو اسی لئے خریدتا ہے۔ یا بندوں کے بیچنے کی علت غائی یہی ہوسکتی ہے۔ کہ دوسرے اللہ کے بندے ان کے

دین کا ستون فقہ شریف ہے

علامہ زمخشری کا قول ہے" فقہ کے اصلی معنی شق وفتح ہے" (فائق) پیغمبر خدا کا ارشاد ہے
" ہر چیز کا ایک ستون ہے جسپر اُسکا مدار ہے اور دین کا ستون فقہ ہے" (جامع صغیر) دوسری جگہ
حکم ہے" تمام عبادتوں میں افضل فقہ ہے" (ر) تواریخ وسیر شاہد ہیں "کہ امام اعظم رح نے صد ہا
محدثین کے مجمع میں ہزارہا مسائل فقہ قرآن وحدیث سے استنباط کئے اور اُن کے اتفاق سے فن فقہ
کو مدون کیا" ابو عبد الرحمٰن مقری کہتے ہیں" جو لوگ فقہ اور اُسکی فضیلت اور تقدم کو نہیں جانتے وہ
زندہ نہیں ہیں بلکہ مردہ ہیں" (مناقب الامام الموفق رح ومناقب الامام الکردی رح) ابو ہریرہ راوی ہیں
کہ پیغمبر خدا نے فرمایا منافق میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں (۱) مسلک اہل خیر اختیار کرنا (۲) فقہ فی الدین
یعنے معاملات ومسائل میں سمجھ" (ترمذی) عبد اللہ بن داؤد الخریبی کا قول ہے" جو شخص چاہے کہ جہل
کی ذلت سے نکل کر فقہ حاصل کرے اسکو چاہیئے کہ حضرت ابو حنیفہ کی کتابوں کو دیکھے" (مناقب الامام
الموفق رح ومناقب الامام الکردری رح) ابو اسحٰق کہتے ہیں" مجھے ان لوگوں پر رحم آتا ہے جنکو ابو حنیفہ
کے علم سے کچھ نصیب نہوا اور فقہ سے عاری رہے (الانتصار للعلامہ سبط ابن جوزی) معروف
بن عبد اللہ کا قول ہے کہ میں ایک بار علی بن عاصم کے یہاں تھا انہوں نے اپنے شاگردوں سے
کہا" تم لوگ علم اور فقہ سیکھو" شاگردوں نے کہا کیا" جو علم آپ سے سیکھتا ہوں وہ علم نہیں
ہے ؟ آپ نے فرمایا" اگر سچ پوچھو تو ابو حنیفہ کا علم ہے جو فقہ ہے" (مناقب الامام الموفق رح و
مناقب الامام الکردری) اسی کتاب میں عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ" ابو حنیفہ
علماء میں قاضی القضاۃ ہیں" امام شافعی رح کہتے ہیں" جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی کتابوں کو نہ دیکھیگا
وہ فقہ میں تبحر حاصل نہ کریگا۔ ابن جوزی کہتے ہیں" خازن علم حدیث چھ شخص ہیں اور یہ سب امام
ابو حنیفہ کے تفقہ کے قائل اور اُن کے مقلد ہیں" (تلقیح) امیر المومنین فی الحدیث ابن المبارک رح
فرماتے ہیں" جو آدمی امام صاحب کی بدگوئی کرتا ہے وہ علم سے تنگ ہے" حسن بن عرفہ کا قول ہے
" امام ابو حنیفہ رح کو امام ہمام کہنا بہت سچ ہے" (تہذیب التہذیب) مقاتل بن حبان راوی ہیں" میں نے
تابعین اور اُن کے بعد کے لوگوں کو دیکھا مگر ابو حنیفہ ایسا صاحب ادراک وبصیرت وغواص کسی کو
نہ دیکھا" (مناقب الامام الکردری) اسی کتاب میں ابو معاویہ فرماتے ہیں" ہمارے شیوخ فتویٰ دیتے تو
ڈرتے تھے جب سنتے تھے کہ ابو حنیفہ نے بھی یہی فتوے دیا ہے تو خوش ہو جاتے" یہی وجہ ہے کہ ابو حنیفہ رح

خُلقِ عظیم حضرت نبی کریم

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آپ کے پاس کوئی خدمتگار نہ تھا۔ ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! انس ایک سمجھدار لڑکا ہے وہ آپ کی خدمت میں رہیگا۔ انس کہتے ہیں پھر میں سفر و حضر میں آپ کی خدمت کرتا۔ آپنے دس برس کی مدت میں کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا تو نے یہ کام ایسا کیوں کیا؟ جب میں کوئی کام کر چکا۔ اور جو کام میں نے نہیں کیا اُس کیلئے یوں نہیں فرمایا تو نے ایسا کام کیوں نہیں کیا۔ سبحان اللہ! یہ ہے خُلق عظیم۔ کیا کسی فرد بشر سے ایسی نفس کشی ہو سکتی ہے؟ خدام سے بتقاضائے بشریت خدمت میں مسامحت غیر ممکن نہیں اور اسی بنا پر آقا کو کسی نہ کسی وقت تو اپنے خدمتگار پر غصہ آ ہی جاتا ہے اس حالت میں درشت کلامی سے کام لینا پڑتا ہے۔ مگر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دس سال کے عرصہ میں کبھی کلمہ سخت زبان مبارک سے نہیں فرمایا۔ اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔

حفظ مراتب

ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک سفر میں تھیں جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا۔ آپ نے فرمایا ایک روٹی اسکو دیدو۔ اسی اثنا میں ایک سوار بھی آ پہنچا۔ فرمایا اسے بلاؤ۔ حاضرین نے کہا کہ آپ نے فقیر کو چھوڑ کر امیر کو بلایا ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے ہر ایک کو مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اس مرتبہ کا حق نگاہ رکھنا چاہیئے۔ فقیر تو ایک روٹی سے خوش ہوتا ہے۔ امیر کے ساتھ ایسا سلوک کرنا مستحسن نہیں۔ اسکے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے جو اُس کی شان کے لائق ہو اور جس سے وہ خوش ہو جائے۔ غور کرو حفظ مراتب بھی ضروری و لابد ہے بقول کیسے گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

ہر شخص کی تعظیم و تکریم اس کے مرتبہ کے موافق کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اُسکی تعظیم کرو۔ کوئی شخص ایسا ہوتا تھا کہ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء اپنی چادر اسکو مرحمت فرماتے کہ بچھا کر بیٹھے۔ ایک بڑھیا جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا آپ کے پاس آئی آپنے اُسکو اپنی چادر پر بٹھایا۔ اور فرمایا اے مادر مہربان! مرحبا۔ جو تیرا جی چاہے مانگ میں تجھے دونگا۔ الغرض مال غنیمت میں سے جو حصہ آپ کو ملا تھا اُسے مرحمت فرمایا۔ اس نیکبخت نے

اس مال کو ایک لاکھ درہم کے عوض حضرت عثمان رضؓ کے پاس بھیجدیا۔

خدا کی محبت کا اظہار

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اُس میوے کی تعظیم کرتے اُسکو اپنی آنکھوں پر رکھتے اور فرماتے کہ اس کا زمانہ حق سُبحانہ وتعالٰے سے قریب ہی یعنے یہ میوہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے۔ گو یا اس طرح پر آپ خدا کی محبت کا اظہار فرماتے تھے جو عشق کے درجہ پہنچی ہوئی تھی۔ بلاشبہ جس شخص کے دل میں محبت الٰہی عشق کے درجہ کو پہنچی ہو وہ حق سُبحانہ وتعالٰے کی تمام مخلوقات کو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو چیز پیدا ہوئی ہے وہ صانع حقیقی ہی کی صنعت وقدرت کی نشانی ہے۔ ظاہر ہے کہ عاشق اپنے معشوق کی صنائع کو بھی دوست رکھتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ عاشق تو معشوق کی گلی اس کے محلہ اور اس کی گلی کے کُتّے تک کو دوست رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ جو چیز کہ معشوق سے کچھ بھی نسبت رکھتی ہے عاشق کے دل میں اوسکی دوستی سرایت کر جاتی ہے۔ جتنا عشق زیادہ ہوتا ہے اتنی ہی اس کی سرایت اور تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ مخلوقات کو ستاتے ہیں بالخصوص اشرف المخلوقات کو اُن کے دل خالق کی محبت سے بالکل خالی ہیں۔ فهل من مدکر۔ (نور الدین)۔

کلامِ رضا

مقتدائے اہل سنت اعلیحضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام

گذرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبرِ ثارا ہو کر

رُخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہِ نقشِ کفِ پا ہو کر

وائے محرومیِ قسمت کہ میں پھر اب کے برس
رہ گیا ہمرہِ زُوّارِ مدینہ ہو کر

چمنِ طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہو کر

صرصرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال
رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہو کر

گوش شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم ہے بخشائینگے گویا ہو کر

پائے شہ پر گرے یارب تپشِ مہر سے جب
دلِ بیتاب اُڑے حشر میں پارا ہو کر

ہے یہ امید رضا کو تیری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیِ دوزخ تیرا بندہ ہو کر

(مرسلہ احمد خان از کلکتہ)

جبرائیلؑ دربار رسولؐ میں

عشاق رسول کا قبلہ اہل عرفاں و معرفت کا کعبہ مدینہ ہی ہے جس کا ہر ذرہ نورانی کرنوں سے رشک تجلی طور جس کی خاک قدم حبیبؐ کی برکت سے پُرنور ہے۔ دیار محبوب عشاق کے لئے جنت سے زیادہ مطبوع و مرغوب ہے۔ سچ ہے۔ ؎

ومن مذہبی حب الدیار لاھلھا ۔۔۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب

؎ رضواں کے لئے لے چلو سوغات شہیدی ۔۔۔ گرہاتھ لگے خاروخس کوئے محمدؐ

مدینہ کی مسجد میں ایک بورئے پر خدا کا محبوبؐ تشریف فرما ہے۔ جاں نثار خدام کا گروہ حلقہ باندھے ادب سے گردنیں جھکائے بیٹھا ہے (اصحابی کالنجوم) چاند کے گرد ستارے یا (سراجا منیرا) شمع کے گرد پروانے ہیں۔ جو اپنے محبوب مظہر شان الٰہی سرچشمۂ فیوض نامتناہی سے تحصیل اسرار طریقت وتحصیل علوم شریعت میں مصروف و مشغول ہیں (ما اتکم الرسول فخذوہ) کہ اتنے میں ایک سرخ وسفید شخص نے جسکے سفید لباس پر کالے بالوں نے اپنی مقناطیسی کشش سے اول نظروں کو پھر دلوں کو اپنی طرف کھینچا اور متوجہ کیا حاضر ہوتا ہے۔

اس نووارد نے مسنون طریقہ سے سلام علیکم کہکر مودبانہ طرز سے ادب اور سکنت سے دوزانو ہوکر دربار نبوی میں نشست اختیار کی اور اپنی پست اور دھیمی آواز سے یہ گفتار شروع کی۔

نووارد۔ حضرت فرمایئے اسلام کسے کہتے ہیں؟

حضور سرور عالم۔ توحید الٰہی اور رسالت ختمی پناہی کا اقرار کرے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ اور حج بشرط استطاعت ادا کرے۔

نووارد۔ سچ فرمایا حضور انور نے۔

نووارد۔ اور ایمان کیا ہے۔

حضور سرور عالم۔ خدائے قدوس کی وحدانیت اس کے فرشتوں اسکے بھیجے ہوئے رسولوں اور صحیفوں اور قیامت اور تقدیر کے ماننے اور اعتقاد حتمی رکھنے کا نام ایمان ہے۔

نووارد۔ سچ فرمایا حضور انور نے۔

نووارد۔ احسان کیا ہے؟

حضور سرور عالم۔ خداوند قدوس و برتر کے دربار میں اس طرح محو عبادت ہونا کہ جلوۂ ذات (ذاتی یا صفاتی رنگ میں) نظر آئے یا کم از کم اس قدر تصور غالب ہو کر خود خدا میرے افعال و اسرار قلوب کا نگران ہے اس کا نام احسان ہے۔

نو وارد۔ قیامت کب ہوگی؟

حضور سرور عالم۔ اس کے وقوع کی صحیح تاریخ کا علم تو ذات الٰہی کو ہے۔ مگر اس کے علامات سے عصیاں کی کثرت انتشار جرائم اور ہر کہ و مہ کا جرائم میں مبتلا ہونا ہے۔

نو وارد بعد سلام رخصت ہوتا ہے۔

حضور سرور عالم۔ فاروق اعظم سے ارشاد فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا؟

فاروق اعظم۔ میں تو نہیں جانتا۔

حضور سرور عالم۔ یہ جبرئیل تھے جو انسانی لباس پہنے ہوئے اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو بتلائیں کہ ایمان اسلام احسان اسے کہتے ہیں اور سوال اس طرح کرنا چاہیے۔

یہ اسی تعلیم کا اثر تھا جس نے شتربانوں کو طریق جہانداری سکھلا کر کشورستانی کا لقب عطا کیا۔ یہ اسی روحانی رنگ کا نتیجہ تھا کہ باوجود شاہی اقتدار اور جمع خزائن و دفائن روزگار کے امیر المومنین اور خلیفۂ وقت اینٹیں پاتھ کر غربت و عسرت افلاس و مسکنت سے گزارا کیا کرتے تھے۔ (محمد حنیف)

نعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم

صدائیں ہجر احمد میں جو پہنچیں میرے نالوں کی	ہوئی ناگفتہ بہ حالت فلک کے رہنے والوں کی
کوئی جھونکا نسیم کوئے یثرب کا یہاں پہنچے	تمنا ہے تو بس اتنی ہے ہم افسردہ حالوں کی
مٹا دیتے ہیں وہ نقش خیال ماسوا دل سے	نشانی اک یہی دنیا میں ہے اللہ والوں کی
میرے شعروں میں لطف سورۂ واللیل ملتا ہے	ثنا میں نے لکھی ہے گیسوئے حضرت کے بالوں کی
معلّیٰ ہو گئی ہے شان کیا عرش معلّیٰ کی	تعالے اللہ یہ عزت تمہارے پائمالوں کی
جہاں خلاق عالم کو ہوا شوق ثنا خوانی	کرے گی کیا وہاں فکر رسا نازک خیالوں کی

نبی تعظیم دینگے حشر میں حضرت کو لے عاصی
جھکیں گی گردنیں خورشید کے آگے ہلالوں کی

(عاصی بیکانیری)

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خداتعالیٰ کی عین اطاعت ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس طرح بعض آیات کریمہ کے احکام منسوخ ہیں اور اب اُن پر عمل نہیں ہے۔ مگر تلاوت جاری ہے۔ ان آیات کے نسخ کا حال بھی ہم کو حضور کرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصریح اور ارشاد سے معلوم ہوا۔ باوجود ان تصریحات کے اگر کوئی شخص منسوخ الحکم آیات پر عمل کرے تو اسکا عمل بروئے احکام شرع شریف درست نہ ہوگا۔ یہ بھی اسوجہ سے کہ اُس نے اگرچہ قرآن مجید کی آیات پر عمل کیا گر مگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حکم کی تعمیل نہیں کی اور اپنی ذاتی خواہش کے مطابق عمل کیا پس اُس کے حق میں یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو احکام اللہ پاک کے پاس سے لائے تھے اس نے اس کے خلاف عمل کیا اور آیت کریمہ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا پر عمل نہیں کیا گویا اُس نے ارشاد خداوندی کی تعمیل نہیں کی۔

احادیث شریفہ کا بھی یہی حال ہے کہ بعض ان میں سے منسوخ اور بعض ناسخ ہیں۔ اگر کوئی شخص ناسخ اور منسوخ میں تمیز نہیں کر سکتا ہے تو اسکو اپنی رائے کے مطابق حدیث شریف پر عمل کرنا درست نہیں بلکہ اسکو لازم ہے کہ علماء سے جو اس کی قابلیت رکھتے ہیں پوچھے اور ان کے فتوے پر عمل کرے۔ اسیطرح جو احادیث ضعیف یا موضوع ہیں ان کی شناخت بھی لازمی ہے ہر ایک کے موقع و محل کو جاننا ضروریات سے ہے احادیث شریفہ کا مطلب اور اُس سے جو جو امور مستنبط ہوتے ہیں ان کا علم کما حقہٗ ہونا بھی اجتہاد کی شرط ہے۔ سب سے بڑی شرط محاورات عرب سے واقفیت ہے۔ قرآن کریم کو انہی شروط سے جاننا ضروری امر ہے اس کے بعد اقوال صحابہ اور انکا اجماع۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلے بھی اسکو بخوبی معلوم ہوں۔ راوی حدیث کے حالات کا علم۔ اُن کے علم وفضل کا حال۔ زہد و ورع کی دریافت۔ صداقت کی جانچ۔ اساتذہ و تلامذہ کی تنقیح۔ یہ بھی لازمی ہے۔ ان تمام امور کے باوجود استنباط احکام کرنیوالا متقی۔ پرہیزگار۔ خدا سے لو لگایا ہوا۔ دنیا سے اعراض کیا ہوا۔ اپنے اوقات اللہ اور اسکے رسول کی طاعت اور دینی کاموں میں صرف کرنیوالا راست باز۔ صادق القول۔ گناہوں سے دُور۔ خواہشات نفس سے پرہیز کرنیوالا ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ شروط مجموعی طور پر کسی میں نہ پائے جائیں یا بعض بھی مفقود ہوں تو اس کو حق نہیں ہے کہ عمل بالحدیث کا

دعویٰ کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ فی زمانہ ایسے اشخاص کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں جنکا وجود مشکل ہے۔ ائمہ مجتہدین پر خداوند تعالےٰ رحم فرمائے کہ اپنی خداداد قابلیت اور اذہان صافیہ کے ذریعہ جو معارف قرآن مجید و احادیث شریفیہ سے حاصل ہوئے ان کو ایک علم کی شکل میں مدون کیا۔ اور تمام شرائط وقیود اجتہاد کو پیش نظر رکھکر اصول اجتہاد مقرر کئے۔ اور مسائل شریعت صاف صاف لکھدیئے کہ اب ان پر عمل کرنا نہائت آسان ہے۔ یہی علم فقہ کے نام سے موسوم ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس کو ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ امت مرحومہ نے اسکو بسر وچشم مان لیا۔ اور شرقاً وغرباً اسکا رواج ہوگیا۔ اسی فقہ پر عمل کرکے ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا اپنے مقاصد دینی میں کامیاب ہوئے۔ نجات آخرت پائی۔ درجات عالیہ کے مستحق ہوئے جس قدر اولیائے امت واکابرین گزرے اُن میں سب سے بڑا حصہ انہی حضرات کا ہے۔ خلفاء اسلام نے ان بزرگوں کے اجتہادات کو اپنی سلطنت کا قانون قرار دیا۔ اور اسی پر سب لوگ عمل کرتے رہے۔ اگرچہ ائمہ مجتہدین بہت گزرے لیکن چار ائمہ ان میں سے بہت عالی شان اور والا مرتبت گزرے جن کے نام نامی واسمائے گرامی کا عالم میں ڈنکا بج رہا ہے۔ اور آج سے نہیں بلکہ اُس زمانہ سے جبکہ ان بزرگواروں کے قدوم میمنت لزوم سے بسیط زمین مشرف تھی؛

حضرات! وہ چار ائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی۔ حضرت امام قریشی محمد بن ادریس شافعی۔ حضرت امام دار الہجرۃ و امام مدینہ مالک بن انس۔ حضرت امام اجل احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خداوند تعالےٰ اُن سے راضی رہے اور مقام علیین میں ان کو جگہ دے اور ہم متبعین کو ان کے طفیل میں مغفرت نصیب کرے۔ اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفید کرے۔ آمین۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! یہ یاد رہے کہ فقہ دراصل حدیث شریف کی تفصیل اور اسکی تصریح ہے۔ اور احادیث شریفہ سے قرآن مجید کی توضیح اور تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ فقہ پر عمل کرنا عین حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل عین قرآن کریم کی تعمیل ہے۔ یہی ہیں معنی آیت کریمہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے اور یہی مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا میں داخل ہے؛

(باقی آئندہ)

اسلامی جواہر ریزے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۸)

جن دنوں حاکم کوفہ نے امام اعظم رح کو فتوے دینے سے منع کر دیا تھا۔ امام رح کی صاحبزادی نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا۔ کہ اپنے بھائی حماد سے پوچھو۔ مجھے فتوے دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔ امانت و دیانت کی یہ ایک بے نظیر مثال ہے۔

(۹)

مجلس علماء میں ایک شخص نے آکر مسئلہ دریافت کیا کہ چند آدمی ایک جگہ جمع تھے۔ کہ دفعتہً ایک سانپ آیا اور ایک شخص کے جسم پر چڑھ گیا۔ اُس نے گھبرا کر پھینک دیا مگر وہ دوسرے شخص پر جا گرا۔ اس نے بھی اضطراب میں اُسے اُٹھا کر پھینکا۔ اور وہ تیسرے شخص پر پڑا۔ اور اُس نے پھینکا تو چوتھے پر گرا۔ اور اُس کے سانپ نے کاٹ کھایا۔ اور وہ شخص مرگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ دیت کس شخص پر لازم آئیگی؟

اُس مجلس میں امام ابو سفیان۔ قاضی ابن لیلیٰ شریک اور امام ابو حنیفہ رح موجود تھے۔ تمام علماء نے اس مسئلہ پر غور کیا۔ سب کو تامل ہوا کسی نے کہا کہ سب کو دیت دینی لازم ہوگئی۔ بعض نے کہا کہ صرف پہلے شخص کو سب مختلف الرائے تھے۔ مگر امام ابو حنیفہ رح خاموش تھے اور مسکراتے جاتے تھے آخر اُن سے بھی دریافت کیا گیا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

امام صاحب نے فرمایا کہ پہلے شخص نے سانپ پھینکا۔ اور وہ دوسرے پر گرا۔ اور وہ محفوظ رہا تو پہلا شخص بری الذمہ ہوا۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرا اور تیسرا شخص بھی۔ اب سوال صرف آخری شخص کے متعلق رہا۔ اُس کی دو حالتیں ہیں۔ اگر اُسکے پھینکتے ہی سانپ نے مسموم کو کاٹا تو اُسپر دیت لازم آئی۔ اور اگر کچھ وقفہ کے بعد۔ تو وہ بری الذمہ ہوگا۔ کیونکہ یہ امر خود مسموم کی غفلت کا نتیجہ ہوگا۔

اس رائے پر تمام مجمع نے اتفاق کیا۔ اور محفل سے غلغلہ تحسین بلند ہوا۔ (باقی آئندہ)

قند پارسی

ہست گر والشمس در قرآں وصفِ روئے تو	آمدہ واللیل اندر مدحتِ گیسوئے تو
مختشم گردم چوں ماہِ نو اگر نبود عجب	سجدہ ہا کردم بہ محرابِ خمِ ابروئے تو
از نکو رویانِ عالم گوئے سبقت بُردہ	چوں زلیخا یوسفِ مصری فدائے روئے تو
گرچہ در گیتی سمر شد حشمتِ جمشید و کے	رشکِ شاں آید بتقدیرِ گدائے کوئے تو
منکرِ جاہِ ترا ماوی بود نارِ جحیم	خود کلام اللہ باشد شاہدِ حقگوئے تو
بلبل آسا چوں نباشم نغمہ سنجِ نعتِ تو	اندریں گلشن گلے نبود برنگ و بوئے تو

ہاں شود بیضا ہم از نورِ بصیرت بہرہ ور
کحلِ چشمش گر شود خاکِ درِ مشکوئے تو

مرزا بیضا خان

تاریخ وصالِ حضرت حاجی پیر سید صادق علی صاحب مرحوم و مغفور

آلِ نبی و اولادِ علی رضہ	برادرِ عزیزِ جماعت علی رضہ
فخرِ خاندان کریم و ولی	بعقبیٰ سفر کرد آں جنتی
سالِ وصالش بگفتم نیاز	"گرفتہ بفردوس صادق علی"

۱۳۴۲ھ

نیاز گورداسپوری

توسیع اشاعت وقلمی اعانت

ہمیں صوفیائے کرام و علمائے عظام اور یاران طریقت سے "جماعت" کی توسیع اشاعت وقلمی اعانت کی کامل توقع ہے اور ان محترم بزرگوں سے جن کے اسمائے گرامی ہم بصد فخر و مباہات ذیل میں درج کرنیکا شرف حاصل کرتے ہیں اور جو ہمیشہ خالص اسلامی معاملات میں حصہ لیا کرتے ہیں امید ہے کہ "جماعت" کی قلمی امداد فرما کر اور اسکی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں گے۔

(۱) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ محمد حسین صاحب مہتمم وصدر مدرس مدرسہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف (۲) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ خادم حسین صاحب علی پور شریف (۳) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ نور حسین صاحب علی پور شریف (۴) عالیجناب حضرت مولانا مفتی شاہ حامد رضا خانصاحب مہتمم مدرسہ اہل سنت والجماعت بریلی (۵) عالیجناب حضرت مولانا مفتی ابوالعلا امجد علی صاحب صدر مدرس مدرسہ اہل سنت والجماعت بریلی (۶) عالیجناب حضرت مولانا مفتی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علی صاحب خطیب جامع وزیر خان لاہور (۷) جناب مولانا حاجی حافظ سید احمد علی صاحب خطیب شاہی مسجد و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔

(۸) واعظ اسلام جناب مولانا پیر اسلام الدین صاحب امام وخطیب جامع محمد جان مرحوم امرتسر (۹) شیر اسلام جناب مولانا غلام احمد صاحب اخگر حنفی نقشبندی امرتسر۔ (۱۰) غازی اسلام جناب مولانا محمد کرم الدین صاحب رئیس بھیں (۱۱) جناب مولانا مختار احمد صاحب صدیقی امام وخطیب جامع قصور (۱۲) سرآمد مقررین پنجاب جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل سابق صدر انجمن نعمانیہ لاہور (۱۳) جناب مولوی خواجہ کرم الٰہی صاحب بی اے وکیل و وزیر انجمن خدام الصوفیہ سیالکوٹ (۱۴) جناب مولانا حاجی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور (۱۵) جناب مولوی فضل الدین صاحب بی اے وکیل وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ (۱۶) جناب مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی اے قصوری (۱۷) جناب مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں (۱۸) جناب مولانا حاجی امام الدین صاحب رائے پوری (۱۹) جناب مولانا نور الحسن صاحب امام وخطیب جامع سیالکوٹ (۲۰) جناب مولانا صوفی محمد خوب صاحب نقشبندی امام وخطیب جامع احمد آباد (۲۱) جناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب نقشبندی پنشنر سب انسپکٹر پولیس لودہانہ (۲۲) جناب مولوی حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب پشاوری (۲۳) جناب مولانا مرزا قطب الدین صاحب مولوی فاضل وکیل راولپنڈی (۲۴) جناب مولوی پیر محمد حیات صاحب نقشبندی سیالکوٹ (۲۵) ڈاکٹر شیخ اللہ دتا صاحب ڈائرکٹر انجمن خدام الصوفیہ گجرات (۲۶) جناب ملک عبدالعزیز خانصاحب کنٹریکٹر سیالکوٹ (۲۷) جناب مولوی محمد خانصاحب مبلغ فیروزپور

توسیع اشاعت وقلمی اعانت

ہمیں صوفیائے کرام و علمائے عظام اور یارانِ طریقت سے "جماعت" کی توسیع اشاعت وقلمی اعانت کی کامل توقع ہے اور ان محترم بزرگوں سے جن کے اسمائے گرامی ہم بصد فخر و مباہات ذیل میں درج کرنیکا شرف حاصل کرتے ہیں اور جو ہمیشہ خالص اسلامی معاملات میں حصہ لیا کرتے ہیں امید ہے کہ "جماعت" کی قلمی امداد فرما کر اور اسکی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں گے۔

(۱) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ محمد حسین صاحب مہتمم و صدر مدرس مدرسہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف (۲) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ خادم حسین صاحب علی پور شریف (۳) عالیجناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ نور حسین صاحب علی پور شریف (۴) عالیجناب حضرت مولانا مفتی شاہ حامد رضا خانصاحب مہتمم مدرسہ اہل سنت والجماعت بریلی (۵) عالیجناب حضرت مولانا مفتی ابو العلا امجد علی صاحب صدر مدرس مدرسہ اہل سنت والجماعت بریلی (۶) عالیجناب حضرت مولانا مفتی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علی صاحب خطیب جامع وزیر خان لاہور (۷) جناب مولانا حاجی حافظ سید احمد علی صاحب خطیب شاہی مسجد و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ (۸) واعظ اسلام جناب مولانا پیر اسلام الدین صاحب امام و خطیب جامع محمد جان مرحوم امرتسر (۹) شیر اسلام جناب مولانا غلام احمد صاحب اخگر حنفی نقشبندی امرتسر۔ (۱۰) غازی اسلام جناب مولانا محمد کرم الدین صاحب رئیس بھین (۱۱) جناب مولانا مختار احمد صاحب صدیقی امام و خطیب جامع قصور (۱۲) سر آمدِ مقررین پنجاب جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل سابق صدر انجمن نعمانیہ لاہور (۱۳) جناب مولوی خواجہ کرم الٰہی صاحب بی اے وکیل و دبیر انجمن خدام الصوفیہ سیالکوٹ (۱۴) جناب مولانا حاجی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور (۱۵) جناب مولوی فضل الدین صاحب بی اے وکیل وائس پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ (۱۶) جناب مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی اے قصوری (۱۷) جناب مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں (۱۸) جناب مولانا حاجی امام الدین صاحب رائے پوری (۱۹) جناب مولانا نور الحسن صاحب امام و خطیب جامع سیالکوٹ (۲۰) جناب مولانا صوفی محمد خوب صاحب نقشبندی امام و خطیب جامع احمد آباد (۲۱) جناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب نقشبندی پنشنر سب انسپکٹر پولیس لودہانہ (۲۲) جناب مولوی حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب پشاوری (۲۳) جناب مولانا مرزا قطب الدین صاحب مولوی فاضل وکیل راولپنڈی (۲۴) جناب مولوی پیر محمد حیات صاحب نقشبندی سیالکوٹ (۲۵) ڈاکٹر شیخ اللہ دتا صاحب ڈائرکٹر انجمن خدام الصوفیہ گجرات (۲۶) جناب ملک عبدالعزیز خانصاحب کنٹریکٹر سیالکوٹ (۲۷) جناب مولوی محمد خانصاحب مبلغ فیروز پور

نہایت مفید و قابل دید کتابیں

مکتوبات امام ربّانی مع سوانح مجدد الف ثانی
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف مشہور عالم ہیں جو درحقیقت قرآن و حدیث کی صحیح و بہترین تفسیر ہیں ان کے اردو ترجمہ کی عام طور پر ضرورت تھی حصہ اول کا ترجمہ نہایت سلیس، عام فہم چھپکر تیار ہے کاغذ لکھائی چھپائی سب عمدہ قیمت صرف ایکروپیہ (عمعہ)

تصنیفات امام غزالی
حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی "نصائح امام غزالی" "مذمت غیبت و چغلی" "مذمت غیبت و حسد و حقد" یہ تینوں کتابیں تصوف کے سراپا رحمت و برکت مضامین سے مالامال ہیں تینوں کی مجموعی قیمت صرف ایکروپیہ دس آنے (عہ)

مبداء معاد
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے اس میں شریعت و طریقت کے نہایت ضروری مسائل درج ہیں تصوف و سلوک کے شیدائیوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

شرح رباعیات حافظ
حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اس کا ہر شخص قائل ہے دیوان حافظ کی شرح تو چھپ چکی ہے لیکن ان کی رباعیات کی شرح ابتک نہیں چھپی تھی۔ حال میں پوری کوشش سے ان رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور ساتھ ہی حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری بھی ہے۔ قیمت صرف ۶ر

برکات علی پور
اس ضخیم کتاب میں جو مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم و مغفور کی تالیف لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام بزرگوں کے حالات و اعلیحضرت قبلہ عالم محدث علیپوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہایت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی، فارسی، اردو زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں، یاران طریقت کیلئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند جلدیں باقی رہگئی ہیں جلد طلب کیجئے قیمت صرف ایکروپیہ (عہ)

ارمغان عید
اپنے عزیزوں دوستوں اور بزرگوں میں عید کے موقع پر محبت و ارادت کا اظہار میں پیش کرنیکا بہترین تحفہ جسمیں ہندوستان کے تمام نامی گرامی علماء و شعراکا چیدہ کلام نظم و نثر موجود ہے قیمت صرف ۳ر

منگانیکا پتہ:- مینجر رسالہ جماعت جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)